بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

سچائی کیا ہے؟

غور کیجئے!

مرتب

مولانا مفتی محمد مصطفی صاحب مفتاحی

(شیخ الحدیث دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد و چیرمین ایمانیات سنٹر حیدر آباد)

شعوری ایمان بیدار کرنے والی کتاب

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی کھلی اجازت ہے)

نام کتاب: ''سچائی کیا ہے؟ غور کیجئے''

مصنف: مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحی

کمپوزنگ: محمد کلیم الدین سلمان قاسمی (9963770669)۔

سن طباعت: نومبر ۲۰۰۸ء

تعداد اشاعت: ۵۰۰

قیمت:۔

ناشر

AZEEM BOOK DEPOT
JAMA MASJID ISLAMIA BAZAR, DEOBAND U.P.
Ph.No: 01336-223845, Mobile: 09319525634, 9411485040
E.mail: AZEEMBOOKDEPOT@HOTMAIL

اسلام اور غیر اسلام کی حقیقت کو سمجھنے، سچائی کو جاننے اور شعوری ایمان بنانے کے لئے اس کتاب کو خود بھی پڑھیے اور اپنے دوست احباب کو بھی پڑھائیے، انشاء اللہ بہت جلد اس کتاب کا انگریزی اور ہندی میں بھی ترجمہ شائع کیا جائے گا۔

فہرست مضامین

نمبرشمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	دنیا کے تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں	4
2	دنیا امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے(Examination Hall)	8
3	دنیا میں بہت سے لوگ خدا کو مانتے تو ہیں لیکن پہچانتے نہیں	8
4	امتحان کی خاطر دنیا کو دارالاسباب(Place of Sourcess) بنایا گیا	9
5	تمام چیزیں انسانوں کی خدمت گذار ہیں اور انسان ان سب سے بڑا ہے	10
6	کائنات کی ہر چیز مسلم یعنی اللہ ہی کی فرمانبردار ہے	12
7	تمام انسانوں کا خدا اکیلا اللہ ہی ہے	13
8	بہت سے لوگ خدا کے نظر نہ آنے کی وجہ سے خدا کو مانتے ہی نہیں	15
9	خدا کے تصور کیلئے مخلوقات جیسی مورتی یا تصویر بنائی جاتی ہے	16
0	خدا اوتار کی شکل میں نہیں آتا	18
11	خدا کے ساتھ اہل وعیال کا تصور ایک بہت بڑا بہتان ہے	19
12	اسلام میں شرک کسے کہتے ہیں اس کو بھی اچھی طرح سمجھئے	21
13	مسلم اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں خدا کو ماننے میں کیا فرق ہے؟	23
14	دنیا کی زندگی ہی انسان کے لئے جنت یا جہنم بنانے کی جگہ ہے	24
15	دوسری مخلوقات کی طرح انسان اور جن پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ نہیں ہیں	25
16	انسان اگر پیغمبر سے فائدہ نہ اٹھائیں تو بنیادی ضرورتیں تک پوری نہیں کر سکتے	27
17	حضرت محمد ﷺ جس علاقہ میں پیدا ہوئے وہاں کے حالات بھی ذہن میں رکھئے	30
18	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات بھی ذہن میں رکھئے	31
19	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سچائی کا عقلی ثبوت	33
20	یوم جزاء(آخرت Day of Reward)	40
21	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کا عقیدہ	42
22	بار بار جنم لینے کا عقیدہ	47
23	حضرت عیسی علیہ السلام کے سولی پر چڑھانے کا عقیدہ	50
24	بزرگوں کی نسبت سے جنت میں جانے کا عقیدہ	51
25	اسلام کا عقیدۂ آخرت عین فطرت کے مطابق ہے	52
26	جزا اور سزا دنیا ہی میں کیوں نہیں دی جاتی؟	54
27	عقیدۂ آخرت کو یاد کرنے اور تازہ کرنے کا طریقہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الدِّ یْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِ سْلَامُ ۔ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ (ال عمران:۱۹)

مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِ سْلَامِ دِ یْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۔

جو اسلام کے علاوہ کوئی اور نظام زندگی چاہتا ہو تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ (ال عمران:۸۵)

دنیا کے تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں

یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّ نِسَاءًا ج

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑ ا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دئے۔ (النساء:۱)

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! دنیا کے تمام انسان چاہے وہ کسی ملک، کسی قوم، کسی مذہب کے کیوں نہ ہوں ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں، اس لئے وہ بھائی بھائی ہیں، اس کائنات کے مالک نے ہم سب انسانوں کو حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ سے پیدا فرمایا اور مختلف ملکوں میں بسایا، اس طرح انسان مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم ہو گئے، ہندوستان میں رہنے والا ہندوستانی، عربستان میں رہنے والا عربی، پاکستان میں رہنے والا پاکستانی، چین میں رہنے والا چینی، ترکستان میں رہنے والا ترکی، یورپین ممالک میں رہنے والا انگریز، افریقہ میں رہنے والا افریقی بنا، ان کے رنگوں کے اختلاف، ان کے ملکوں کے اختلاف، ان کی قوموں کے اختلاف، ان کے قد و قامت کے اختلاف، ان کی بولیوں کے اختلاف، ان کی شکلوں اور صورتوں کے اختلاف سے وہ الگ الگ نہیں ہیں، نہ کوئی ادنیٰ اور حقیر ہے اور نہ اعلیٰ اور نہ اونچا، کوئی چھوٹا ہے اور نہ کوئی بڑا، سب کے سب برابر ہیں، خدا کے نزدیک دنیا کی زندگی کے اعتبار سے نہ گورے کو کالے پر کوئی برتری ہے نہ امیر کو غریب پر کوئی برتری ہے، نہ عربوں کو غیر عربوں پر کوئی برتری ہے، نہ سیٹھ اور افسر کو نوکر اور غلام پر برتری ہے، خدا کی نظر

میں سب کے سب برابر اور مساوی ہیں، تمام انسان ایک ہی طرح کھاتے پیتے، ایک ہی طرح بولتے، ایک ہی طرح روتے اور ہنستے، ایک ہی طرح سوتے، ایک ہی طرح کی غذائیں کھاتے، ایک ہی طرح بول و براز کرتے ہیں، ہر ایک کے جسم میں خون، ہڈی، پانی، چمڑا، بال، گوشت ایک جیسا ہے، غریب امیر، پڑھا لکھا اَن پڑھ سب ایک ہی طرح کا دل رکھتے ہیں، ایک ہی طرح سانس لیتے، ایک ہی طرح کی آنکھیں رکھتے اور دیکھتے، ایک ہی طرح زبان رکھتے اور بات کرتے، ایک ہی طرح سنتے، ایک ہی طرح ہاتھ پیر رکھتے، اس لئے سب برابر برابر اور مساوی ہیں، سب کے سب ایک ہی مالک کے بندے اور بندیاں ہیں، وہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، یہودی، نصرانی، پارسی، بودھ، جینی، غریب امیر، کالے گورے، پڑھے لکھے اَن پڑھ سب کا مالک ہے، اس لئے سب کو یکساں طریقے سے پال رہا ہے، وہ سورج سب کے لئے نکالتا ہے، چاند سب کے لئے نکالتا ہے، ہوا سب کے لئے چلاتا ہے، پانی سب کے لئے برساتا ہے، زمین سب کے لئے بنائی ہے، غلہ، اناج، ترکاریاں، میوے سب کے لئے پیدا کئے ہیں، انسانوں کا پالنے والا مالک بے انتہاء مہربان ہے، وہ دنیا کی اس زندگی میں اپنے ماننے والے فرمانبرداروں کو اور نہ ماننے والے نافرمانوں دونوں کو دنیا کی تمام چیزیں برابر دیتا ہی رہتا ہے، وہ ہر انسان کو صحیح فطرت پر پیدا کرتا ہے، مگر انسانوں کے ماں باپ جیسے ہوتے ویسے ہی وہ اپنی اولاد کو بنا ڈالتے ہیں، ہندو کے گھر میں ہندو، مسلمان کے گھر میں مسلمان، سکھ کے گھر میں سکھ، عیسائی کے گھر میں عیسائی، یہودی کے گھر میں یہودی، یہ تمام انسانوں کے الگ الگ گروپ ان کے ماں باپ، معاشرہ، سماج اور سوسائٹی کی وجہ سے بنتے ہیں، پیدائشی طور پر کوئی انسان بھی خدا کی طرف سے ہندو یا عیسائی یا کوئی مذہب والا بن کر پیدا نہیں ہوتا، البتہ وہ صحیح فطرت لیکر پیدا ہوتا ہے، اس لئے اسلام یہ کہتا ہے کہ تمام انسانوں کی اولاد بالغ ہونے سے پہلے اگر مر جائے تو وہ جنت ہی میں رہے گی، چاہے وہ کسی مذہب والے کی اولاد ہو، خدا تو ہر ایک کو اچھی فطرت اور صحیح فطرت پر پیدا کرتا ہے البتہ انسانوں کے ماں باپ اپنی اولاد کو بگاڑ دیتے ہیں، ان کی فطرت کو برباد کر دیتے ہیں اور وہ جو ہوتے ہیں ویسا ہی اپنی اولاد کو بنا ڈالتے ہیں، دنیا میں یہ تمام فرقے اور تمام انسانوں کے الگ

الگ گروپ خدا کی طرف سے نہیں بنائے گئے بلکہ ان کے ماں باپ کی طرف سے بنائے گئے ہیں، خدا انسانوں کو انسانوں کی طرح جات پات، دولت، خاندان، عہدہ، کرسی، عورت، مرد، ملک اور قوم کی بنیاد پر عزت نہیں دیتا، ہاں! خدا کے نزدیک تمام انسانوں میں سب سے زیادہ عزت دار، مرتبہ اور مقام والا پسندیدہ وہی انسان ہے جو اس کو صحیح پہچان کر صحیح مانتا اور سب سے زیادہ اسی سے ڈرتا اور اسی سے محبت کرتا ہو اور اسی کی غلامی میں زندگی گذارتا ہو چاہے وہ کسی قوم کا، کسی ملک کا، کسی مذہب کا کیوں نہ ہو، چاہے وہ دولتمند ہو یا نہ ہو، چاہے وہ کالا ہو یا گورا، چاہے وہ کسی خاندان کا کیوں نہ ہو، وہی خدا کے پاس مرتبہ اور مقام اور عزت والا ہے، اس سے ہٹ کر ہر وہ انسان ناکارہ، ناپسندیدہ، ذلیل، بےعزت اور مجرم ہے جو اپنے مالک کی پہچان ہی صحیح نہیں رکھتا اور مالک کی مرضی کے خلاف اپنی من چاہی زندگی گذارتا ہے۔

اس لئے میرے بھائیو اور بہنو! اپنے مالک کے پیارے بنو، اپنے مالک کے پسندیدہ اور محبوب بندے اور بندیاں بننے کے لئے اس کو صحیح طور سے پہچانو اور صحیح طور سے مانو اور اُسی کی مرضیات پر زندگی گذارو۔

خدا کے نزدیک انسانوں کے صرف دو ہی گروپ ہیں، ایک فرمانبرداروں کا اور دوسرا نافرمانوں کا، فرمانبردار انسان اللہ تعالیٰ کے یہاں انعام پائے گا اور نافرمان انسان جہنم میں سزاء بھگتے گا، نافرمان انسان دنیا کو جنت سمجھتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذارتا ہے، جبکہ فرمانبردار آدمی دنیا کو قیدخانہ تصور کرتا ہے، جس طرح قیدی قیدخانہ میں اپنی مرضی کا کھانا نہیں کھا سکتا، اپنی مرضی سے جو چاہے کام نہیں کرسکتا، اپنی مرضی سے نہ سوتا ہے نہ اٹھتا ہے، نہ بات کرسکتا ہے، جیلر کی مرضی پر زندگی گذارتا ہے اسی طرح خدا کے فرمانبردار بندے اور بندیاں اس دنیا کے قیدخانہ میں اپنی مرضی پر نہیں بلکہ خدا کی مرضی پر زندگی گذارتے ہیں اور دنیا کی اس زندگی میں جو خدا کی مرضی پر زندگی گذارے گا مرنے کے بعد خدا اس کو جنت میں عزت دار، من چاہی زندگی دے گا اور وہ بڑے عیش و آرام، عزت اور سکون والی، بے خوف زندگی ہوگی، اس سے ہٹ کر جو انسان خدا کا نافرمان رہے گا اور خدا کو صحیح نہیں جانے گا اور نہ مانے گا وہ مرنے کے بعد جہنم میں تکلیف اور مصیبت والی زندگی میں مبتلا کر کے آگ

کے حوالے کردیا جائے گا، جس طرح انسان خود اپنے اطراف کی ناکارہ، ناپسندیدہ، خراب، سڑی گلی چیزوں کو آگ کے حوالے کردیتا ہے اسی طرح خدا اپنے نافرمان، ناکارہ، نااہل، باغی، شیطان کے ساتھی بندوں کو آگ کے حوالے کرکے انسانوں کے اس کچرے کو جلائے گا، اسلئے میرے بھائیو اور بہنو! دنیا میں ہم معمولی پھوڑا پھونسی اور آگ کی تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتے تو ذرا سوچو کہ خدا کے پاس کی سزاؤں کو کیسے برداشت کرسکیں گے؟

اسی لئے اپنے مالک کو بغیر دیکھے پہچانو اور مانو! اور اس کی مرضیات پر زندگی گذارو تو مرنے کے بعد بہت ہی مزیدار، آرام دہ، سکون، عزت، راحت والی اعلیٰ، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ملے گی، ورنہ دنیا میں بھی تکلیف، ناپاک زندگی اور مرنے کے بعد بھی بے عزتی، تکلیف، سزا سے بھرپور جہنم کی آگ والی زندگی ملے گی، دنیا کی ساٹھ (60) یا ستر (70) سال کی زندگی کی خاطر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کو برباد مت کرو۔

جو لوگ پیدائشی طور پر مسلمان ماں باپ اور مسلمان گھرانوں اور خاندانوں میں پیدا ہوئے ہیں وہ بھی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ وہ نسلی، خاندانی، تقلیدی اور بے شعوری والا قانونی ایمان رکھتے ہیں وہ صرف مسلم ماں باپ کے گھرانے میں پیدا ہوجانے سے صحیح ایمان والے نہیں بن سکتے، ان کو بھی اپنی پسند اور چاہت کے ساتھ خدا کا فرمانبردار بننا پڑے گا اور حقیقی اور شعوری ایمان اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا، ان کو اپنے اندر سے شرکیہ عقائد و اعمال کو نکالنا ہوگا، اگر ایمان کے ساتھ شرکیہ عقائد و اعمال ہوں گے تو سارے اعمال برباد کردئے جائیں گے، اسلئے مسلم معاشرہ میں جھنڈا، کونڈا، درگاہ پرستی، قبر پرستی، علم پرستی، تعزیہ پرستی، چھلّہ پرستی، مرشد پرستی، اکابر پرستی، جماعت پرستی، قوم پرستی، وطن پرستی یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، ان تمام چیزوں سے پیدائشی مسلمانوں کو توبہ کرنی چاہیئے، ورنہ وہ بھی جہنم کی آگ سے بچ نہیں سکتے، دنیا کی زندگی بہت ہی مختصر ہے، امتحان کی جگہ ہے اس لئے یہاں عیش اور مستی میں وقت خراب مت کیجئے، شیطان انسانوں کا بہت بڑا دشمن ہے جو تمام انسانوں کو جہنم کی طرف لیجانے کی کوشش کررہا ہے اور انسانوں سے اللہ کے ساتھ شرک کرواتا ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہوجائے اور جہنم میں چلا جائے۔

دنیا انسانوں کے لئے امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! یہ دنیا ہمارے لئے امتحان اور آزمائش کی جگہ بنائی گئی، یہاں سب سے بڑا اور پہلا امتحان یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے مالک کو بغیر دیکھے پہچانے، مانے اور اسی کا آگیہ پالن کرے، اس لئے کہ وہ اس دنیا میں کسی کو ذات کے اعتبار سے نظر نہیں آتا ہے، جو انسان اپنے مالک کو بغیر دیکھے اس کے کاموں سے صحیح پہچانے گا اور اُسے ہی اپنا اکیلا مالک مانے گا اور اسی کی مرضی پر زندگی گذارے گا وہ ایمان والا کہلائے گا اور جو اپنے مالک کو نہیں مانے یا مان کر صحیح پہچان نہیں رکھے گا اور دوسروں کو بھی اس کے ساتھ شریک کرے گا وہ بے ایمان کہلائے گا، اس طرح دنیا میں دو گروپ ہوں گے ایک اپنے مالک کی صحیح پہچان رکھ کر ماننے والے، دوسرے اپنے مالک کی پہچان نہ رکھ کر ماننے والے، ایک ایمان والے دوسرے غیر ایمان والے۔

دنیا میں بہت سے لوگ خدا کو مانتے ہیں مگر پہچان نہیں رکھتے

دنیا میں انسانوں کی بڑی تعداد خدا کو مانتی تو ضرور ہے مگر شرک کے ساتھ مانتی ہے، اس کی صحیح پہچان ہی نہیں رکھتی، سوسائٹی، سماج، باپ دادا کی اندھی تقلید میں مانتی ہے، حالانکہ وہ دنیا کے اعتبار سے بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں مگر خدا کو ماننے میں عقل کا استعمال ہی نہیں کرتے، آنکھیں بند رکھ کر مانتے ہیں، اس طرح پوری دنیا کے انسانوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

☆ **پہلا گروپ خدا کی زمین پر رہ کر خدا کو نہیں مانتا' کافر کہلاتا ہے۔**

☆ **دوسرا گروپ باپ دادا کے طریقوں پر خدا کو مانتا ہے مگر پہچان نہیں رکھتا۔**

☆ **تیسرا گروپ صحیح مانتا اور صحیح پہچانتا بھی ہے۔**

پہلے دو گروپ غیر ایمان والے کہلائیں گے اور جہنم میں ڈال دیے جائیں گے، کامیاب صرف تیسرا گروپ ہوگا، میرے بھائیو! اب آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ آپ کونسے گروپ میں ہیں؟

خدا کو صرف ماننا کمال نہیں، دنیا کی تمام قومیں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، یہودی، پارسی سب ہی خدا کو مانتے ہیں بلکہ کمال یہ ہے کہ پہچان کے ساتھ مانیں، ان تمام قوموں میں کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو خدا کی صحیح پہچان رکھ کر اُسے مانیں گے، صرف مان لینا کامیابی نہیں ہے، اور جو لوگ اللہ کو پہچاننے میں غلطی کریں گے اور غلط مانیں گے، وہ آخرت یعنی مرنے کے بعد اندھے رہیں گے، کبھی خدا کو دیکھ نہیں سکیں گے، اسلئے خدا کو Bland Followers کی طرح اندھی تقلید میں مت مانئے بلکہ پہچان کے ساتھ مانئے، وہی ماننا صحیح ماننا ہے، بغیر پہچانے ماننے میں غلطی بھی ہوسکتی ہے اور غلطی ہو رہی ہے۔

امتحان کی خاطر دنیا کو PlaceofSourcess دارالاسباب بنایا گیا

دنیا کو اس کے مالک نے امتحان کی خاطر اسباب کی جگہ بنایا یعنی Place of Sourcess پلیس آف سورسیس کے درمیان میں رکھ کر امتحان لے رہا ہے، دنیا میں خدا چونکہ نظر نہیں آتا اور انسانوں کی بہت ساری ضرورتیں اسباب یعنی سورسیس کے ذریعہ پوری کرتا ہے اس لئے انسان غلطی کر رہے ہیں اور دھوکہ کھا رہے ہیں، وہ روشنی اور گرمی کو سورج اور چاند سے ظاہر کر رہا ہے، غلّہ ، اناج اور ترکاریاں زمین سے ظاہر کر رہا ہے، گوشت، انڈے، دودھ جانوروں سے دے رہا ہے، پھل اور پھول، لکڑی، آگ درختوں سے دے رہا ہے، ابر سے پانی برسا رہا ہے، پانی سے پیاس بجھا رہا ہے، دواؤں سے صحت دے رہا ہے، پیسے سے ضرورتیں پوری کر رہا ہے، آگ اور گرمی سے انسان کی زندگی کا گہرا تعلق ہے، ایسی صورت میں انسان اسباب کے درمیان یعنی سورسیس کے بیچ میں رہ کر اسباب سے نفع و نقصان ہوتا ہوا دیکھ کر دھوکہ کھا رہا ہے اور خدا کو مانتے ہوئے اسباب یعنی سورسیس کو بھی خدا جیسا طاقت وقوت والا سمجھنے لگتا ہے، اور سورسیس سے بھی جینے اور مرنے، عزت وذلت، نفع و نقصان اور کامیابی وناکامی کا تصور قائم کرلیتا ہے، چنانچہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد نے دنیا میں جن جن چیزوں سے فائدہ اور نقصان ہوتا ہوا دیکھا یا دیکھ رہے ہیں ان سورسیس کو بھی اصل سمجھ لیا اور ان کو بھی خدا کے مقام پر بٹھا دیا ہے، چنانچہ زلزلے، طوفان، طغیانی، بیماریاں،

موت، تندرستی، کامیابی، ناکامی، کو دیکھ کر کہیں زمین کی، کہیں آگ کی، کہیں سورج، چاند، ستاروں کی، کہیں درختوں کی، جانوروں کی، دولت کی، دوکان کی، گاڑیوں کی، اوزاروں کی، کھیتوں کی، دریاؤں کی، پہاڑوں کی، سانپوں کی اوران جیسی چیزوں میں خدائی طاقت مان کران کو بھی خدائی کا درجہ دے کران کی بھی پرستش شروع کردی اور خدا سے بڑھ کران کو ماننے لگے اور خدا کو بالکل چھوڑ دیا، سب کچھ اسباب کو یعنی اصل سمجھنے لگ گئے اوران تمام چیزوں سے خدا جیسا ڈر خوف اور خدا جیسی محبت پیدا کرلی۔

تمام چیزیں انسانوں کی خدمت گذار ہیں اور انسان ان سے بڑا ہے

دنیا کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی خدمت کے لئے پیدا کی ہیں اورانسان تمام چیزوں میں سب سے بڑا ہے، سورج، چاند، ستارے انسانوں کی خدمت کررہے ہیں، زمین انسانوں کی خدمت کررہی ہے، پانی انسانوں کی خدمت کررہا ہے، ہوا انسانوں کی خدمت کررہی ہے، درخت، جانور، چرند پرند انسانوں کی خدمت کررہے ہیں، سونا، چاندی، لوہا اور دیگر دھاتیں انسانوں کی خدمت کررہی ہیں اورانسان تمام چیزوں سے بڑا ہے، مثلاً اگر وہ کرسی یا صوفے پر بیٹھا ہوا ہے یا موٹر یا ریل میں بیٹھا ہوا ہے یا ہوائی جہاز میں اڑ رہا ہے تو ذرا غور کیجئے کہ کرسی لکڑی یا لوہے کی بنی ہوئی ہے، موٹر یا ریل لوہے کی بنی ہوئی ہے، انسان چونکہ بڑا ہے اس لئے وہ لکڑی اور لوہے پر بیٹھا ہوا ہے، گویا انسان لکڑی پر بیٹھ کر درخت پر بیٹھا ہوا ہے، کرسی، موٹر، ریل زمین پر ہے یا ہوائی جہاز ہوا میں اڑ رہا ہے یا جہاز پانی میں تیر رہا ہے تو انسان زمین سے ہوا سے یا پانی سے بڑا ہے اس لئے وہ ان پر سواری کررہا ہے اور یہ چیزیں اس کو سنبھالی ہوئی ہیں اوراس کے نوکر وخادم ہیں، اب ذرا سوچئے کہ کیا وہ بڑا ہوکر اپنے سے چھوٹے کے سامنے سر جھکائے گا؟ یا چھوٹے کے سامنے ہاتھ جوڑے گا؟ اگر ہمارے والد ہمارے لئے کچھ نوکر مقرر کئے ہوں، وہ ہمیں کھانا پکا کردیتے، کپڑے دھوکر دیتے ہیں یا کوئی ہماری گاڑی چلاتا ہے تو کیا ہم اپنے والد کو چھوڑ کر نوکروں کے سامنے سر جھکا کر یا ہاتھ جوڑ کران کا شکریہ ادا کریں گے؟ ایسا ہرگز نہیں کریں گے بلکہ ان کو نوکر سمجھ کر اپنے والد کے شکر گذار رہیں گے، اسی طرح ہمارے مالک

نے تمام چیزیں ہمارے لئے بنائیں اور ہم صرف خدا کیلئے بنائے گئے ہیں اسلئے ہم اپنے مالک ہی کے سامنے سر جھکائیں گے اور مالک ہی سے مدد مانگیں گے، اسلام نے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ **Pray only to the Creater not to the Creations.**۔

☆ میرے پیارے بھائیو! ذرا غور کیجئے کہ ہمارے گھروں میں نل اور بجلی حکومت کے پاور ہاؤز سے آتی ہے، پانی آسمان سے برس کر ندی نالوں اور تالابوں میں آتا ہے، تالابوں سے حکومت کے فلٹر ہاؤز میں آتا ہے اور پھر فلٹر ہاؤز سے بڑے بڑے پائپوں کے ذریعہ ہمارے گھروں کی ٹانکیوں میں آتا ہے اور ٹانکیوں سے نلوں میں، اب اگر نلوں میں پانی نہ آئے تو کیا کوئی انسان نلوں پر پھول کا ہار ڈال کر ناریل پھوڑ کر اس کی ڈنڈوت کرتا، اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سر جھکاتا ہے؟ ایسا کوئی نہیں کرتا نل، ٹانکی، فلٹر ہاؤز، تالاب، ندی، نالے، ابر سب پانی کو دینے کے ذرائع Sourcess ہیں اصل نہیں، اصل تو مالک ہے، اس لئے پانی نہ ملنے پر مالک ہی کو پکارنا پڑے گا اور مالک ہی پر نگاہ رکھنا ہوگا اس لئے کہ دنیا کی تمام چیزیں سورج، چاند، ہوا، پانی، زمین، آگ، پہاڑ، دریا، درخت، جانور، روپیہ پیسہ سب اسباب یعنی Sourcess ہیں اصل نہیں، ان میں اپنی کوئی ذاتی طاقت وقوت نہیں سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔

☆ اسی طرح بہت سے انسانوں سے چمتکار ہوتا ہوا دیکھ کر یا ان سے مدد اور غیر فطری اعمال دیکھ کر ان کو بھی خدا کا اوتار مان لیا گیا اور ان کو بھی خدا کے ساتھ شریک کر دیا گیا یا پھر نیک لوگ جو دنیا سے گذر گئے ان کی یادگاریں قائم کر کے ان کی نشانیاں باقی رکھ کر آہستہ آہستہ ان کی مورتیاں اور تصویریں بنائی گئیں اور ان کی بھی پوجا اور پرستش ہونے لگی، حالانکہ جس نے ہاتھ دیا ہے اسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور جس نے سر دیا ہے اسی کے سامنے سر جھکانا ایمانداری ہے۔

☆ اسی طرح بہت سے انسانوں نے خدا کو انسانی بادشاہوں کی طرح خیال کر لیا کہ جیسے دنیا کے بادشاہ بغیر وزیر اور بغیر مددگاروں کے حکومت نہیں کر سکتے اسی طرح انہوں نے کائنات میں مختلف خداؤں کا تصور قائم کر لیا اور سورج، چاند، زمین، آسمان، ہوا، پانی، انسان، نباتات، پہاڑ اور جانوروں کے الگ الگ خدا بنا ڈالے، یہاں تک کہ موت کا خدا الگ، پیدا کرنے والا

خدا الگ، اولاد دینے والا خدا الگ، روزگار دینے والا خدا الگ، صحت دینے والا خدا الگ، بیماریاں دینے والا خدا الگ، کامیابی دینے والا خدا الگ، ناکامی دینے والا خدا الگ بناڈالے اور ان کی مخلوقات نما شکل وصورت پر خیالی مورتیاں اور تصویریں بناڈالیں، جس کی وجہ سے آج دنیا میں لاکھوں کروڑوں خدا مانے جاتے ہیں اور ہر ملک اور ہر قوم کا الگ الگ خدا ہو گیا اور ان کی علٰحدہ علٰحدہ عبادت گاہیں بنا کر خدا سے بڑھ کر ان کی عبادت کی جارہی ہے۔

ذرا غور کیجئے میرے بھائیو! اگر کائنات میں ہر چیز کے خدا الگ الگ ہوتے تو کیا یہ کائنات چل سکتی تھی؟ دنیا کی کسی حکومت میں دوصدر، دو بادشاہ ہو جائیں یا کسی ڈپارٹمنٹ کے دو وزیر یا کمشنر ہوں یا کسی ریاست کے دو چیف منسٹر ہوں یا کسی کالج کے دو پرنسپل ہوں تو پورا نظام بگڑ جاتا ہے، فرض کیجئے کہ انسانوں کا خدا الگ ہوتا، جانوروں کا خدا الگ ہوتا، درختوں کا خدا الگ ہوتا، بارش کا خدا الگ ہوتا، سورج کا خدا الگ ہوتا تو ایسی صورت میں انسانوں کے خدا کو انسانوں کو پالنے کیلئے چونکہ پھل، غلہ، ترکاری، گوشت، انڈے، دودھ، ہوا، پانی سب کی ضرورت تھی، اس لئے اس کو زمین، درختوں، جانوروں، بارش، سورج، چاند، ہوا ان تمام کے خداؤں سے مدد اور بھیک مانگنی پڑتی کیونکہ بغیر سورج' چاند' ہوا' پانی اور زمین کے غلہ، اناج پیدا نہیں ہوتا اور نہ بارش کے بغیر پانی ملتا، اگر وہ ناراض ہوں اور مدد نہ کریں تو انسانوں کا خدا انسانوں کی پرورش میں مجبور ومحتاج ہو جاتا اور انسان مرجاتے، اسی طرح جانوروں کے خدا کو جانوروں کے پالنے کیلئے دوسرے سب خداؤں سے مدد مانگنی پڑتی، ایسی صورت میں سب ایک دوسرے کے مجبور ومحتاج ہو جاتے اس لئے سچائی یہ ہے کہ سارا کنٹرول صرف ایک اکیلے خدا کے ہاتھوں میں ہے، اسی کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔

کائنات کی ہر چیز مسلم یعنی اللہ ہی کی فرمانبردار ہے

کسی خاص قوم، خاص ملک اور خاص جگہ کے لوگوں کو مسلمان اور مسلم نہیں کہتے بلکہ مسلمان اور مسلم کے معنی ہیں وہ چیز جو اللہ کی مطیع وفرمانبردار ہو، جو صرف اللہ کی غلامی کرتی ہو، اس لحاظ سے ہر وہ چیز مسلم کہلائے گی جو دن رات اللہ کی فرمانبرداری کر رہی ہو، سورج

مسلم ہے، چاند مسلم ہے، تمام ستارے اور سیارے مسلم ہیں، زمین مسلم ہے، ہوا مسلم ہے، پانی مسلم ہے، جانور مسلم ہیں، تمام درخت مسلم ہیں، یہاں تک کہ تمام انسانوں کے جسم کے تمام اعضاء بھی مسلم ہیں، اس لئے کہ وہ صرف اور صرف اپنے مالک ہی کی اطاعت و غلامی کرتے ہیں، اسی طرح ہر وہ انسان مسلم تھا اور مسلم ہے خواہ کسی زمانہ اور کسی قوم اور کسی ملک کا تھا اور ہے، جس نے اپنی زندگی اللہ کو مان کر اسی کی اطاعت و غلامی میں گذاری تھی اور گذار رہا ہے، صرف مسلمان ماں باپ کے پیٹ سے پیدا ہو جانے اور جسم کا نام مسلمان جیسا رکھ لینے اور حکومت کے رجسٹروں میں، راشن کارڈس میں، مسلمانوں کے خانوں میں لکھ لینے سے انسان صحیح مسلمان نہیں بن جاتا بلکہ وہ خالص اللہ کو مان کر اسی کی اطاعت و غلامی کرنے سے صحیح مسلمان بنتا ہے۔

چونکہ کائنات کی تمام چیزیں مسلم ہیں اس لئے اسلام تمام انسانوں سے یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ بھی دنیا کی دوسری تمام چیزوں کی طرح مسلم بن کر رہیں، کائنات کی چیزوں میں اور انسانوں میں فرق صرف یہ ہے کہ وہ پیدائشی طور پر مسلم ہیں اور انسان کو اپنی مرضی، پسند اور چاہت سے مسلم یعنی اللہ کا فرمانبردار بننا ہے، کائنات کی دوسری چیزوں کو ان کی اطاعت و فرمانبرداری پر درجات و انعام نہیں اس لئے کہ وہ پیدائشی طور پر فرمانبردار بنا کر پیدا کی گئی ہیں، انسان کو انعام اور سزا ہے، اسی پر انسان اونچا مقام پا سکتا ہے یا ذلیل ہو سکتا ہے، اب انسان کو اختیار اور آزادی ہے کہ وہ چاہے تو مسلم فرمانبردار بن کر رہے، چاہے تو غیر مسلم، نافرمان بن کر رہے، انسان کے لئے یہ بات بہت ہی نقصاندہ اور گھاٹے کی ہے کہ کائنات کی ہر چیز تو مسلم رہے اور انسان اللہ کا باغی اور نافرمان بنا رہے، انسان کو مرنے کے بعد والی زندگی بنانے اور سنوارنے کا یہ بہترین موقع ہے، ورنہ وہ مرنے کے بعد ذلت اور عذاب کی زندگی گذارے گا اور تمام مخلوقات سے زیادہ گیا گذرا بن جائے گا۔

تمام انسانوں کا خدا صرف اکیلا اللہ ہی ہے

دنیا میں بہت سے انسانوں کا یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کا خدا الگ، ہندوؤں کا خدا

الگ، سکھوں کا خدا الگ، عیسائیوں کا خدا الگ، یہودیوں کا خدا الگ، پارسیوں کا خدا الگ، بدھسٹوں کا خدا الگ، جینیوں کا خدا الگ، یہاں تک کہ ہر ملک اور ہر شہر کا خدا الگ الگ ہو گیا اور ان کی عبادت گاہیں الگ الگ بنا کر عبادتیں کی جارہی ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ ایک ہی قوم میں کروڑوں خدا مانے جانے لگے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں' تمام انسانوں کا خدا ایک ہی ہے' چاہے انسان اس کو اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ ناموں سے کیوں نہ پکاریں، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف حصوں میں انسانوں کو پیدا کیا ہے ان کی بولیاں بھی الگ الگ رکھی ہیں جس کی وجہ سے وہ کائنات کی ہر ہر چیز کو اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ ناموں سے پکارتے اور پہچانتے ہیں، الگ الگ ناموں سے پکارنے کی وجہ سے وہ چیزیں الگ الگ نہیں ہو جاتیں، مثلاً پانی کو اردو میں پانی، انگریزی میں واٹر اور تلگو میں نیل اور عربی میں ماءٌ کہتے ہیں، اسی طرح الگ الگ ناموں سے پکارنے سے پانی تو ایک ہی رہتا ہے البتہ اس کو ہر زبان میں الگ الگ ناموں سے پکارا جاتا ہے، بالکل اسی طرح اللہ کو اللہ، گارڈ، پربھو، پرماتما، ایشور پکارنے سے مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، سکھوں، بدھسٹوں کے خدا الگ الگ نہیں ہو جاتے بلکہ تمام انسانوں کا خدا ایک ہی ہے، ایک ہی تھا اور ایک ہی رہے گا، چاہے انسان اس کو اپنی اپنی زبانوں میں کسی بھی نام سے پکاریں، ہر آدمی آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اسی کو اپنا مالک مانتا ہے اور مصیبت میں صرف اسی کو پکارتا ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! ذرا غور کیجئے کہ اگر خدا الگ الگ ہوتے تو ان میں دنیا کے بادشاہوں کی طرح لڑائیاں ہوا کرتیں، ہر بڑا چھوٹے کو دبانے اور اپنا غلام بنانے کی کوشش کرتا اور تمام چھوٹے چھوٹے خدا مل کر بڑے پر قبضہ کرنا چاہتے، اس طرح خداؤں میں رات دن دنیا کی طرح سیاست چلتی اور لڑائیاں ہوا کرتیں اور دنیا کا تمام کاروبار درہم برہم ہو جاتا، یا پھر کوئی خدا کہتا کہ آج دنیا میں صرف دن ہی دن ہو، کوئی کہتا نہیں' دنیا میں انسان بہت نافرمانیاں کر رہا ہے گرمی ہی گرمی ہو یا کوئی کہتا بارش نہ ہو، ذرا غور کیجئے کہ دنیا کیسے چلتی؟

اسی طرح یہ بھی غور کیجئے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کے خدا اگر الگ الگ ہوتے تو مسلمانوں کا خدا ہندوؤں، کرسچنوں، پارسیوں، سکھوں، بدھسٹوں، یہودیوں سب سے خفا رہتا

اس لئے کہ وہ اس کو نہیں مانتے اور نہ اس کی عبادت کرتے ہیں، یا پھر ہندوؤں کا خدا مسلمانوں ، کرسچنوں، پارسیوں یہودیوں سے ناراض رہتا یا کرسچنوں کا خدا دوسروں سے ناراض رہتا اور سورج، ہوا، پانی، غلہ، اناج، ترکاریاں، دوسروں کے لئے روک دیتا، ذرا غور کیجئے کہ دنیا کا نظام تو سب کے لئے چل رہا ہے، سورج سب کے لئے نکلتا ہے، ہوا سب کے لئے چلتی ہے، پانی سب کے لئے برستا ہے، غلہ سب کے لئے اُگتا ہے، زمین سب کے لئے کام دیتی ہے، اگر خدا الگ الگ ہوتے تو ہر ایک خدا دوسرے مذہب والے سے خفا اور ناراض ہونے پر ان کو سورج، چاند، زمین، ہوا پانی، درختوں، جانوروں سے فائدہ اٹھانے نہیں دینا چاہئے تھا، مگر کائنات کی تمام چیزیں دنیا میں بس کو مل رہی ہیں، اسلام نے یہ تعلیم دی کہ اللہ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا اور انسان کی عمر یعنی امتحان کا وقت ختم ہونے تک اس کو دنیا کی تمام نعمتیں ملتی رہیں گی چاہے وہ ایمان والا ہو یا بے ایمان ہو، چاہے وہ فرمانبردار ہو یا نافرمان' اس کو پکڑا نہیں جائے گا، اس لئے سب کا خدا ایک ہی ہے' الگ الگ نہیں، وہ صرف مسلمانوں کو پالنے والا خدا نہیں اور نہ صرف مسلمانوں کا خدا ہے بلکہ کائنات کی ہر ہر چیز کا پالنے اور پرورش کرنے والا ہے، اس نے انسان کو مرنے تک مہلت دی رکھی ہے۔ الحمد لله رب العالمین ۔ ساری تعریف اور شکر اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

بہت سے لوگ خدا کے نظر نہ آنے کی وجہ سے خدا کو مانتے ہی نہیں

دنیا میں بہت ساری چیزیں ہیں جو انسان کو نظر نہیں آتیں مگر پھر بھی انسان ان کو مانتا ہے، جیسے ہوا، عقل، خود انسان کی روح، انسان کے جسم میں بیکٹیریا، انسان بہت ساری چیزوں کو ان کی علامتوں اور نشانیوں سے پہچانتا ہے، مثلاً دھوپ سے سورج کو، پتوں، کپڑوں اور دروازوں کے ہلنے سے ہوا کو، دھوئیں سے آگ کو، ہواؤں کی نمی سے بارش کو، آوازوں سے انسانوں اور جانوروں کو، بالکل اسی طرح دنیا میں خدا نظر نہیں آ رہا ہے تو انسان خدا کا انکار نہیں کرسکتا، اس کو پہچاننے کی علامتیں اور نشانیاں یہ ہیں کہ دنیا میں پیدائش کا نظام ہے، موت کا نظام ہے، پرورش ونگہداشت کا نظام ہے، ہر چیز قاعدے قانون، ضابطے اور اصول

کے ساتھ بن رہی اور چل رہی ہے، اگر کوئی خدا کو نہ مانے تو اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کسی نے نہ ریل گاڑی بنانے والے کو دیکھا ہے اور نہ اس کے چلانے والے کو دیکھا ہے، بس ریل گاڑی کے چلنے کو دیکھ کر یہ کہہ دے کہ یہ خود بخود بن گئی، خود بخود پٹریوں پر آ گئی، خود بخود چل رہی ہے اور مختلف اسٹیشنوں اور سگنل پر خود بخود رُک رہی ہے، خود بخود اپنی چلنے کی طاقت وقوت حاصل کر رہی ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، جس طرح ریل گاڑی تو بہت دور کی بات ہے میز، کرسی، کھڑکیاں اور دروازے وغیرہ بغیر بنائے نہیں بن سکتے اور بغیر دیکھ بھال اور حفاظت کئے نہیں رہ سکتے ہیں اسی طرح یہ دنیا بغیر خدا کے نہیں، اس کا بنانے اور چلانے والا ہے ماننا پڑے گا، کیونکہ خدا کے بغیر دنیا ایک سکنڈ بھی نہیں چل سکتی۔

ایک دوست نے دوسرے دوست سے کہا کہ کیا خدا ہے؟ تو دوست نے کہا کہ ہاں ہے! تو اس نے کہا: اگر ہے تو نظر کیوں نہیں آتا، بتا؟ میں قطعی نہیں مانتا، تو دوسرے دوست نے کہا: کیا تم کو عقل ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ہے! تو پھر دوست نے کہا کہ مجھے بتا؟ مجھے تو تجھ میں عقل نظر نہیں آ رہی ہے، اگر نظر آئے تو میں مانوں گا ورنہ تو بیوقوف ہے۔

خدا کے تصور کیلئے مخلوقات جیسی مورتی یا تصویر بنائی جاتی ہے

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ بیشک خدا ایک ہی ہے، چونکہ وہ نظر نہیں آتا اس لئے عام لوگوں میں خدا کا تصور رکھنے کے لئے مورتی سامنے رکھی جاتی ہے تا کہ وہ مورتی پر ذہن رکھ کر اپنی عبادت کریں اور خدا کا دھیان کر سکیں، یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ہم سے گلاب کا پھول مانگے اور ہم اس کو پتھر کا ٹکڑا دیں، ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ ہوگا، سچ تو یہ ہے کہ گلاب کا پھول مانگنے پر پھول ہی دیا جائے ورنہ وہ پتھر کو پھول سمجھے گا۔

اس کو دوسری مثال سے یوں سمجھئے کہ فرض کیجئے کہ کسی بچہ نے بچپن سے اپنے والد کو نہیں دیکھا ہو اور اس کا باپ امریکہ میں رہتا ہے تو ذرا سوچئے کہ جب بچہ اپنے باپ کے بارے میں پوچھے تو کیا کوئی پین یا پنسل، کرسی بتلا کر یا اپنے ذہن سے کوئی بھی تصویر بنا کر یہ کہہ دے کہ یہ تمہارے والد کا فوٹو ہے، اس پر دھیان رکھ کر تم اپنے والد کو یاد کیا کرو، تو کیا

ایسا کرنا درست ہوگا؟ نہیں! درست نہیں ہوگا اور ایسا کوئی کرتا بھی نہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص امریکہ میں رہتا ہے اور ٹیلیفون پر کسی عورت سے شادی کرلے اور عورت نے اپنے شوہر کو نہ دیکھا ہو تو عورت اپنے کمرے میں سورج، چاند یا کسی جانور کا خیالی فوٹو لگا کر رکھے اور کہے کہ یہ میرے شوہر کا فوٹو ہے، ان تصویروں سے میں اپنے شوہر کو یاد کرتی ہوں، ان کا خیال کرکے شوہر کو دھیان میں لاتی ہوں، ایسا کوئی نہیں کرتا۔

تاج محل کو دیکھ کر تاج محل بنایا جائے تو یقیناً یہ مانا جائے گا کہ یہ تاج محل ہے یا تاج محل کا فوٹو اور کاپی ہے، اس سے حقیقت میں تاج محل کا دھیان ذہن میں آئے گا، اگر کسی نے تاج محل ہی نہ دیکھا ہو اور تاج محل کی جگہ کرسی یا پنسل یا پین کی تصویر اتار کر یہ کہے کہ یہ تاج محل ہے تو جھوٹ اور غلط ہوگا اور نہ عقلمند لوگ اسے مانیں گے، تاج محل ایک الگ چیز ہے، پین، پنسل، کرسی الگ الگ چیزیں ہیں، اب ذرا سوچئے دنیا میں خدا کسی کو نظر نہیں آتا، انسان نے خدا کو تو نہیں دیکھا، خدا کو دیکھے بغیر اس کی خیالی تصویر یا مورتی اپنے جیسے انسانوں کی یا دوسری مخلوقات جیسی بنا کر یہ کہے کہ یہ خدا کی مورتی اور خدا کی تصویر ہے، اس کو ذہن میں رکھ کر خدا کا دھیان کرو تو یہ کیسے سچ ہوگا؟ یہ بات تو بالکل جھوٹ ہوگی، ہاں اگر خدا کو دیکھ کر خدا جیسی کوئی تصویر بنائی جائے تو یہ بات ماننے کے قابل ہوتی، یاد رکھو! خدا الگ ہے، مخلوقات الگ ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ جب انسان خدا کی خیالی تصویر اپنے ذہن میں بنائے گا تو وہ کائنات میں سب سے زیادہ عقل وفہم والا انسان ہی کو پائے گا، اس لئے وہ خدا کو بھی انسانی شکل وصورت پر سوچے گا اور اس کو اپنی جیسی صفات وخصوصیات، حاجتوں اور ضرورتوں والا بناڈالے گا، مثلاً انسان کے ایک سر اور دو ہاتھ ہیں تو انسان اپنے فرضی اور خیالی خدا کو سو سو ہاتھ اور کئی سر لگا دے گا، انسان اگر ایک پتھر اٹھا سکتا ہے تو خدا کی بے انتہا طاقت کو ظاہر کرنے کے لئے خیالی خدا کے ایک ایک ہاتھ میں ایک ایک پہاڑ رکھ دے گا، انسان کا قد پانچ یا چھ فٹ کا ہوتا ہے تو وہ اپنے خیالی خدا کو سو دو سو فٹ کا بنا دے گا، انسان کو بیوی بچے ہوتے ہیں تو خدا کو بھی بغیر بیوی بچے والا نہیں رکھے گا بلکہ کئی کئی بیویاں اور اولاد بنا کر اس کا خاندان اور برادری بنادے گا، چنانچہ انسانوں نے خدا کے نظر نہ آنے پر خدا کی خیالی تصویر ایسی ہی بنائی

اور پھران کی مورتیاں بنا کر پوجنے لگے جو آج بھی جاری ہے۔

اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ بس تم اس تصور اور گیان کے ساتھ خدا کی عبادت اور پوجا کرو جیسے کہ تم اس کے سامنے ہو اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، اگر اتنا تصور نہیں کر سکتے تو یوں تصور رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، نماز پڑھتے وقت اگر کوئی موم بتی یا چراغ بھی سامنے ہو تو اُسے ناک کی سیدھ میں نہ رکھو بلکہ بازو ہٹا دو، دل میں بھی خدا کی کوئی خیالی تصویر نہ بناؤ، اس کو دنیا میں اپنے سر کی آنکھوں سے ذات(Personality) کے اعتبار سے نہیں دیکھ سکتے اور نہ اس کی ذات میں سوچ سکتے بلکہ اس کے کاموں کو دیکھ کر اس کو پہچانو اور مانو کہ وہ ایسا ایسا ہے، اس لئے کہ اس کی شکل وصورت نہیں بنائی جا سکتی۔

خدا اوتار کی شکل میں نہیں آتا

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا انسان کا روپ لیکر اوتار کی شکل میں زمین پر آتا ہے، میرے بھائیو اور بہنو! یہ بات بالکل غلط ہے، خدا کسی اوتار کی شکل میں نہیں آتا، دنیا میں جتنی حکومتیں ہیں ان حکومتوں کے صدر، بادشاہ یا وزیر اعظم اپنے ملک کے کسی علاقہ میں گڑ بڑ ہو جائے تو وہ بادشاہ یا صدر کسی سپاہی یا لیڈر کا روپ دھار کر وہاں نہیں جاتا بلکہ اپنے نمائندوں کو بھیج کر سمجھاتا اور نہیں سننے پر فوج کو بھیج کر طاقت کا استعمال کرتا ہے، جس طرح ہمارے ملک پنجاب میں گڑ بڑ ہوئی تو اس وقت کی وزیر اعظم خود وہاں انتظام کرنے اور سمجھانے نہیں گئی تھی بلکہ اپنے نمائندوں کے ذریعہ سمجھایا، نہ ماننے پر طاقت کا استعمال کیا، اسی طرح اللہ تعالی تو ساری کائنات کا مالک ہے اس کے پاس تو ہر طرح کی قوت اور طاقت ہے، وہ کسی کا مجبور ومحتاج نہیں، وہ انسانوں کے بگاڑ پر خود زمین پر نہیں آتا بلکہ اپنے نمائندے جن کو پیغمبر کہتے ہیں ان پر اپنا کلام اُتار کر اور ان کو بھیج کر انسانوں کو سمجھاتا ہے، انسان اگر نہ سنیں اور نہ سمجھیں تو پھر عذاب بھی نازل کرتا ہے، اس کا ملک صرف ہندوستان ہی نہیں وہ تو ہندوستان، پاکستان، چین، روس، ایران، افغانستان، عربستان، ترکی، جاپان، انڈونیشیا، امریکہ، آسٹریلیا، انگلینڈ ہر ہر جگہ کا مالک ہے، ذرا سوچئے اگر وہ اوتار بن کر آتا ہے تو اس کو صرف ہندوستان ہی میں نہیں دنیا

کے ہر ہر ملک میں اوتار بننا پڑے گا، پھر انسانوں کو ہر ملک ہر جگہ کے اوتاروں کو ماننا پڑے گا، ہر ملک کے اوتاروں کی پوجا اور پرستش کرنی پڑے گی، جب دنیا کا ایک بادشاہ اپنے صدر مقام پر بیٹھ کر وہاں سے پورے ملک کو کنٹرول کرتا ہے تو کیا خدا پوری دنیا کو کنٹرول نہیں کر سکتا، اس کو اوتار کا روپ لینے کی کیا ضرورت ہے؟

خدا کے ساتھ اہل وعیال کا تصور ایک بہت بڑا بہتان ہے!

انسانوں کی ایک بڑی تعداد خدا کو اپنی طرح بیوی بچوں اور خاندان والا مانتی ہے، حالانکہ بیوی بچوں اور خاندان تو جانداروں میں ہوتے ہیں، ان میں شہوت اور نفسانی خواہش ہوتی ہے جس کی وجہ سے نر کو مادہ کی ضرورت اور مادہ کو نر کی ضرورت ہوتی ہے، پھر ان کی عمریں محدود ہوتی ہیں اور وہ دنیا سے موت کے ذریعہ غائب ہو جاتے ہیں، ایسی صورت میں ان کی نسل کو باقی رکھنے کیلئے اولاد کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ ان کی نسل دنیا سے ختم ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی ضرورت اسی کو ہوتی ہے جس کی عمر محدود ہو، جس پر موت آتی ہو، خدا نہ پیدا ہوا اور نہ اس کی عمر مقرر ہے اور نہ اس پر موت آتی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور نہ اس کے پاس جانداروں جیسی نفسانی خواہشات ہیں، اس لئے وہ بیوی بچوں اور خاندان کی محتاجی سے پاک ہے، اس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ، انسان چونکہ پیدا ہوتا ہے اور بچپن، جوانی، بوڑھاپے سے گذر کر ایک خاص عمر تک زندہ رہنے کے بعد مر جاتا ہے اس لئے اس کو بیوی کی، اولاد کی اور نسل کو باقی رکھنے کی ضرورت ہے، اگر انسان کو اولاد نہ ہو تو اس کی نسل ختم ہو جاتی ہے، خدا کو تو اس کی ضرورت ہی نہیں، وہ اکیلا تھا، اکیلا ہے اور اکیلا ہی رہے گا۔

عیسائی بھائیوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک سچائی یہ تھی کہ خدا ایک اور اکیلا ہے، اس کے نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ بیٹی، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ اس کا کوئی باپ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی دعوت و تعلیم دی، پھر حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد سچائی یہ کیسے تبدیل ہوگئی کہ حضرت عیسیؑ خدا کے بیٹے ہیں؟ اور خدا نے تمام انسانوں کے گناہ معاف کرنے کے لئے اپنے چہیتے بیٹے ہی کو سولی پر

چڑھادیا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

اسی طرح یہ بھی ذرا سوچئے کہ اگر کسی انسان کو دس بیٹے ہوں اور اُن میں سے نو بدمعاش اور نافرمان ہوں، ایک بہت ہی فرمانبردار اور نیک ہو تو کیا وہ شخص اپنے ان نو نافرمانوں کے لئے ایک جو فرمانبردار ہو اسی کو سولی پر چڑھادے گا، جب ایک انسان ایسی ناانصافی اور ظلم نہیں کر سکتا تو خدا کیسے کرے گا؟ ذرا سوچئے! یہ ظلم ہو جائے گا۔

انسان سے انسان اور جانور سے جانور پیدا ہوتا ہے پھر حضرت عیسیٰؑ جو انسان تھے حضرت مریمؑ سے پیدا ہوئے ہیں، وہ خدا کیسے ہو گئے؟ خدا کو انسان نما بیٹا کیسے پیدا ہو گیا؟ انسان کھانا کھاتا ہے، غذا، ہوا، پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، خون ہڈی، گوشت، چمڑے کا بنا ہوا ہوتا ہے، پیشاب پاخانہ کرتا ہے، اس کے خون میں اتار چڑھاؤ آتا ہے، اس کو مختلف بیماریاں آتی ہیں، بوڑھا ہوتا ہے تو آنکھ، کان، دماغ، ہاتھ، پیر کمزور ہو جاتے ہیں، اس کو تھکان دور کرنے کیلئے سونا پڑتا ہے اور ایک ہی وقت میں کئی انسانوں کی نہ سن سکتا ہے اور نہ مدد کر سکتا ہے، پھر وہ خدا کیسے بن سکتا ہے؟ خدا کو ایسا مجبور و محتاج کمزور بیٹا کیسے پیدا ہو گا؟

اسلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو پیش کر کے ان کے خاندان اور باپ دادا کا تعارف کروایا اور سمجھایا گیا کہ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے وہ خدا نہیں انسان تھے، یہ تمام پیغمبر نہ عیسائی تھے اور نہ یہودی، یہ سب مسلمان تھے اور بنی اسرائیل میں سے تھے، یہودی کا لفظ دراصل حضرت یعقوبؑ کے ایک بیٹے یہودا سے نکلا ہے اور عیسائی کا لفظ حضرت مسیح علیہ السلام سے نکلا ہے، نصاریٰ ایک گاؤں کے نام سے نکلا، مگر اسلام تو خدا کے نام سے نکلا ہے، سلام خدا کا صفاتی نام ہے۔

حضرت عیسیٰؑ بھی دوسرے پیغمبروں کی طرح انسان تھے اور اللہ کے بندے تھے، وہ نہ خدا کے بیٹے تھے اور نہ ان میں کوئی خدائی کمال تھا، انہوں نے اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کیا اور مٹّی کی چڑیا میں پھونک ماری تو وہ زندہ ہو گئی، دوسرے پیغمبروں کی طرح ان کو بھی خدا کا پیغمبر مانا جائے گا، یہی سچائی اور حق ہے، جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انسان اور پیغمبر جانیں گے انہیں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور دعوت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

اسلام میں شرک کسے کہتے ہیں اس کو بھی اچھی طرح سمجھئے!

(۱) اللہ کے ساتھ کئی کئی خدا ماننے کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کے ساتھ اللہ کا اوتار ماننے کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کے ساتھ اللہ کا بیٹا بیٹی، بیوی، اہل وعیال اور خاندان ماننے کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی خدا کہنے کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کا خیالی فوٹو، تصویر، مورتی بنانے کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کی دل میں بھی تصویر اور فوٹو بنانے کو شرک کہتے ہیں۔

(۲) اللہ کے کاموں کو دوسروں میں ماننے کو شرک کہتے ہیں۔

اس کائنات کا بنانے اور پیدا کرنے والا ہی پوری مخلوقات کا اکیلا بنانے اور پیدا کرنے والا ہے، اکیلا پالنے والا اور پرورش کرنے والا ہے، اکیلا حکومت وقدرت رکھنے والا ہے، اب اگر انسان مخلوقات کو بھی ضرورتوں کو پورا کرنے والا، پیدائش اور موت دینے والا، اولاد دینے والا، بیماریاں دینے والا، صحت وتندرستی دینے والا، نفع ونقصان دینے والا مانے تو یہ بھی اللہ کے ساتھ شرک ہے، بزرگوں، ولیوں اور دیوی دیوتاؤں میں بھی یہ طاقت مانے تو وہ بھی شرک ہے۔

(۳) اللہ کا حق Rights مخلوق کو دینا شرک ہے۔

انسان کو اللہ نے اپنی ہی خالص عبادت اور غلامی کیلئے پیدا کیا، اب اگر انسان اللہ کے علاوہ مخلوقات سے بھی دعا مانگے، مخلوقات کے سامنے سر جھکائے، مخلوقات کے سامنے ہاتھ پھیلائے، مخلوقات سے ویسے ڈرے جیسے اللہ سے ڈرنا ہے اور اللہ سے بڑھ کر مخلوقات سے محبت کرے اور اللہ کو چھوڑ کر مخلوقات کی غلامی کرے اور اللہ کی زمین جو اللہ کی مِلک ہے اللہ اس کا حقیقی مالک اور حاکم اور بادشاہ ہے، اس پر اللہ کا حکم چلنا چاہئے، اگر اللہ کی زمین پر اللہ کا حکم جاری کرنے کے بجائے انسانوں کا بنایا ہوا قانون بنا کر زندگی گذارے اور سود، زنا، شراب، قتل وخون، غارت گری جائز کردے تو یہ بھی شرک ہے۔

اسلام کی توحید:۔ جو لوگ اللہ کو ایک اور کیلا مانتے، اس کے ساتھ دوسروں کو خدا نہیں

مانتے، اس کے کاموں کو دوسروں کے کرنے والا نہیں مانتے اور اس کے حقوق Rights دوسروں کو نہیں دیتے اور زمین پر اس کے حکموں کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں وہی لوگ اللہ کو خالص اور صحیح ماننے والے ہوں گے اور جنتی ہوں گے، ان کو مؤمن اور مسلمان کہتے ہیں۔

اسلام میں شرک:۔ جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی خدا یا خدا جیسا مانتے ہیں اور اس کے کاموں کو دوسروں کو بھی کرنے والا مانتے اور اس کے حقوق Rights دوسروں کو بھی دیتے اور اس کی زمین پر اپنی مرضی یا انسانوں کی مرضی کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں تو یہ لوگ ناکام اور اللہ کو غلط ماننے والے، دوزخی ہوں گے، ان کو مشرک کہتے ہیں۔

دنیا میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اللہ کو اکیلا مانا جائے اور سب سے بڑا پاپ اور گناہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا مانا جائے جس کی سزا بہت سخت ہے، شرک کی وجہ سے انسان کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہنا پڑے گا، اس کو کبھی موت نہیں آئے گی، شرک کے علاوہ دوسرے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر سکتا ہے مگر شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے: (مثال سمجھانے کیلئے ہے برابری کیلئے نہیں)

☆ جس طرح ایک شوہر اپنی بیوی میں اپنے علاوہ کسی دوسرے مرد سے لگاؤ ہونے کو بُرا سمجھتا ہے اور اپنے علاوہ دوسرے کی محبت بیوی میں برداشت نہیں کرتا، اسی طرح اللہ بھی اپنے بندے اور بندیوں میں اپنے علاوہ دوسرے سے لگاؤ رکھنے کو اور دوسرے سے بھی اپنی جیسی محبت کرنے کو برداشت نہیں کرتا۔

☆ جس طرح ایک عورت دس مردوں سے دوستی اور تعلق پیدا کر کے آوارہ بن جاتی ہے اسی طرح ایک انسان خدا کے علاوہ دوسروں کو بھی خدا کے ساتھ شریک کر کے آوارہ اور جہنمی بن جاتا ہے۔

☆ جس طرح ایک بچہ اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ نہیں کہہ سکتا اور دس بیس انسانوں کو باپ ماننا گالی سمجھتا ہے اور اپنی تمام توجہات باپ پر ہی رکھتا اور باپ ہی سے اپنی ضرورتیں مانگتا ہے بالکل اسی طرح ضروری ہے کہ ہر انسان اپنے مالک کی جگہ کسی کو نہ دے اور نہ اس کی جگہ پر کسی کو بیٹھائے۔

☆ اس کے برعکس اگر کوئی عورت صرف اپنے شوہر ہی کو اصل سمجھتی اور شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کو برداشت نہیں کرتی البتہ وہ کبھی کبھی شوہر کی نافرمانی کر دیتی ہے تو ایسی صورت میں جس طرح شوہر اس کو معاف بھی کرسکتا ہے بالکل اسی طرح ایک انسان اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کو مالک مانتا ہی نہیں البتہ کبھی کبھی اس سے گناہ ہو جائے تو اس کا مالک اس کو معاف بھی کرسکتا ہے، وہ بے انتہاء رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے، اللہ اپنے فرمانبردار اور وفادار بندوں کے گناہوں کو معاف کرتا ہی رہتا ہے۔

مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں خدا کو ماننے میں کیا فرق ہے؟

مسلمان اور دوسرے مذاہب کے لوگوں میں خدا کو ماننے میں فرق یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ خدا کو مانتے ہوئے خدا کے علاوہ کئی کئی چھوٹے خدا مانتے ہیں یا دنیا کی مخلوقات کو بھی خدا جیسا یا خدائی طاقت والا سمجھتے ہیں اور خدا کو اہل وعیال والا مان کر خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور خدا کا خیالی فوٹو یا تصویر یا مورتی بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں، مسلمان خدا کے علاوہ کسی کو بھی خدا نہیں مانتے اور نہ مخلوقات میں خدا جیسی قدرت تصور کرتے ہیں، وہ خدا ہی کو اکیلا پیدا کرنے والا، پالنے والا، حکومت کرنے والا، موت وحیات دینے والا، مدد کرنے والا، نفع ونقصان دینے والا، سب کچھ کرنے والا سمجھتے اور تصور کرتے ہیں اور خدا کو اہل وعیال سے پاک مانتے ہیں، خدا کا کوئی خیالی فوٹو یا تصویر یا مورتی تک نہیں بناتے، دل میں بھی کوئی خیالی تصویر بن جائے تو اسے شرک سمجھتے ہیں، وہ خدا کی جگہ کسی کو نہیں دیتے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خدا نہیں انسان اور مخلوق مانتے ہیں۔

مسلمانوں میں جو لوگ خدا کے ساتھ ساتھ علموں، جھنڈوں، تعزیوں، درگاہوں اور قبروں اور بزرگوں سے دعا مانگتے اور ان کو سجدہ کرتے ہیں، منتیں مانگتے، وہاں بکرے کاٹتے، ان کا عرس مناتے، چھلوں اور قبروں کے اطراف پھیرے لگاتے، سجدے کرتے، تیل جلاتے، چراغاں کرتے، صندل لگاتے ہیں وہ اسلام کی اور قرآن کی غلط شکل دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں، ان کے اِن اعمال کا نام نہ اسلام ہے اور نہ وہ صحیح مسلمان ہیں۔

دنیا کی زندگی ہی انسان کے جنت یا جہنم بنانے کی جگہ ہے!

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! انسانوں کیلئے دنیا کی زندگی ہی اصل ہے، یہاں سے ہی وہ جنت حاصل کرسکتا ہے یا جہنم حاصل کرتا ہے، اگر اس نے دنیا میں اپنے مالک کو صحیح پہچان لیا اور مان لیا تو کامیاب ہوکر جنت میں جائے گا اور اگر اس نے اپنے مالک کو صحیح نہیں پہچانا اور اس کی مرضی پر زندگی نہیں گذاری تو وہ ناکام ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں چلا جائے گا۔

دنیا کی اس امتحان گاہ میں انسان کو پوری آزادی واختیار دیا گیا ہے کہ آیا وہ اللہ کو مانے یا اللہ کا انکار کرے یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرے، جس طرح ایک بچے کو دنیا کی امتحان گاہ میں تین یا ساڑھے تین گھنٹوں کی چھوٹ اور آزادی دی جاتی ہے کہ وہ امتحان گاہ میں بیٹھ کر سوالات کے صحیح جوابات لکھے یا غلط لکھے یا لکیریں مارتا بیٹھا رہے یا اگزامنر کے خلاف لکھے، اس کی کوئی پکڑ نہیں ہوتی، وقت ختم ہونے کے بعد پرچۂ جوابات لیکر اس کو امتحان گاہ سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور نتیجہ ایک دن مقرر کرکے اس کا رزلٹ ڈکلیر کرکے اس کی رپورٹ اس کو دے دیجاتی ہے، بالکل اسی طرح انسان کو اس دنیا میں 60.70.80 سال کا وقت دے کر آزادی دیدی گئی ہے، اب اس آزادی کے اوقات میں وہ اگر اپنے مالک کے ساتھ غداری کرے یا اس کو نہ مانے یا اس کے حکم کے خلاف چلے تو اس کو پکڑا نہیں جاتا اور نہ سزا دی جاتی ہے، جس طرح بچہ کو امتحان گاہ میں غلط جوابات یا شرارت کرنے پر فوراً سزا نہیں دی جاتی اسی طرح انسان کو دنیا کی زندگی کا وقت ختم ہونے کے بعد اس کو دنیا سے نکال دیا جاتا ہے اور ایک Day of Judgement فیصلہ کے دن تک اس کا نتیجہ ڈکلیر نہیں کیا جاتا۔

دنیا کی زندگی انسان کے لئے جنت یا دوزخ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس طرح دنیا کی زندگی میں ایک دکاندار مال کما کر اپنے گھر میں مال جمع کرتا ہے اور گھر میں عیش و آرام سے زندگی گذارتا ہے بالکل اسی طرح دنیا انسان کے لئے مرنے کے بعد والی زندگی بنانے کی جگہ ہے جس کو آخرت کہتے ہیں جہاں جنت اور دوزخ ہوگا، اگر دنیا کا دُکاندار

دُکان کے اوقات میں وقت برباد کرے، دھندا اور تجارت نہ کرے اور کھیل کود اور فلم، ناچ گانوں، شراب اور جوے میں وقت گذارے تو وہ گھر پر سکون و چین سے زندگی نہیں گذار سکتا، اس کی گھر کی زندگی پریشانی اور مصیبت والی بنتی چلی جائے گی، اسی طرح ایک انسان اپنی دنیا کی زندگی میں اللہ کو نہ مان کرُ اللہ کی زمین پر رہ کرُ اللہ کے آسمان کے نیچے سو کرُ اللہ کی نعمتیں کھا کرُ اللہ کا پانی پی کرُ اللہ کو نہ مانے اور اس کی مرضیات پر زندگی نہ گذارے تو وہ آخرت میں جنت میں جانے کے بجائے دوزخ کے حوالے ہوجائے گا اور وہ مرنے کے بعد مصیبت اور ذلت میں مبتلا ہو جائے گا۔

دنیا کی دوسری مخلوقات کی طرح انسان اور جن پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ نہیں ہیں!

دنیا کی دوسری مخلوقات کی طرح انسان اور جن پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ نہیں ہیں، دوسری تمام مخلوقات فطری طور پر ہدایت یافتہ پیدا ہوتی ہیں، ان کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے کسی مدرسہ، استاد اور کتاب کی ضرورت نہیں، وہ خدا کی طرف سے پیدائشی ہدایت یافتہ پیدا ہوتے ہیں، مگر انسانوں کو خدا پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدا نہیں کرتا، اس کو ہدایت باہر سے حاصل کرنا ہے۔

خدا نے انسان کو دو چیزیں عطا فرمائی ہیں، ایک جسم اور دوسری روح، جسم کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے، ہوا، پانی، غذائیں، پھل پھلاری، دوائیں، سب کچھ پیدا کیا، یہاں تک کہ دنیوی علم حاصل کرنے کے لئے نباتات، حیوانات، زمین، ہوا، پانی، ہر چیز کا علم دیا، پھر انسان کو دیکھنے، سننے، سمجھنے، بات کرنے، سوچنے کی سب صلاحیتیں دیں اور تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ اور عمدہ عقل وفہم عطا فرمائی، وہ مالک ہونے کے ناطے انسان کی صرف جسمانی ضرورتیں ہی پوری نہیں کرر ہا ہے بلکہ اس نے انسان کو شیطان سے بچانے اور اس کو انسان جیسے اخلاق سکھانے کیلئے اخلاقی اور روحانی علم کا بھی انتظام کیا تا کہ انسان زمین پر

مکمل انسان جیسا بن کر زندگی گذارے، جن انسانوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت نہیں ہوتی وہ شیطان کا شکار ہو کر انسانی شکل میں شیطانی زندگی گذارتے ہیں، چنانچہ انسان کو صرف دنیا اور دنیا کی چیزوں کا علم ملتا رہا تو وہ اخلاقی اور روحانی ترقی نہیں کرسکتا اور نہ مالک کا صحیح بندہ بن سکتا ہے، انسان کو اخلاقی اور روحانی علم کے لئے حسب ذیل سوالات کو جاننا ضروری ہے:

(۱) یہ دنیا خود بخود بن گئی یا اس کا کوئی بنانے والا ہے؟ اور وہ کیسا ہے؟ اس کو پہچاننے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کی اطاعت وغلامی کیسے کی جائے؟

(۲) یہ تمام مخلوقات کس کے لئے پیدا کی گئی ہیں؟ مخلوقات میں اور خدا میں کیا فرق ہے؟

(۳) انسان دنیا میں کہاں سے آرہا ہے؟ کیوں آرہا ہے؟ اور کہاں جارہا ہے؟ اور تمام مخلوقات میں انسان کا مقام اور مرتبہ کیا ہے؟

(۴) دنیا کی ان تمام چیزوں میں کونسی چیز اس کے لئے پاک ہے اور کونسی ناپاک؟ کونسی حرام ہے اور کونسی جائز؟ اور ان کو استعمال کرنے کا حکم اور طریقہ کیا ہے؟

(۵) ہر چیز کے حقوق Rights کیا کیا ہیں؟ اسی طرح نفس کے حقوق کیا ہیں؟ بندوں کے حقوق کیا ہیں؟ خدا کے حقوق کیا ہیں؟ دنیا میں زندگی گذارنے کا ضابطہ اور اصول کیا ہے؟

(٦) انسان ہر روز مر رہا ہے، مر کر کہاں جارہا ہے؟ کیا دنیا ہی سب کچھ ہے؟ یا دنیا کے بعد بھی کوئی زندگی ہے؟

(۷) دنیا میں لوگ اچھے اور برے کام کررہے ہیں، کیا یہ لوگ آپس میں برابر ہیں یا اچھے کو اچھا اور برے کو برا بدلہ ملے گا؟ یا زندگی بس اسی کا نام ہے کہ پیدا ہو جاؤ، عیش کرلو اور مر جاؤ؟

غرض اس طرح کے بہت سارے سوالات ہیں جن کا جواب انسان کو نہ کوئی دنیوی کتاب دے سکتی ہے، نہ اسکول اور کالج سے ان کے جوابات مل سکتے ہیں اور نہ خود انسان کی عقل ان سوالات میں رہنمائی کرسکتی ہے، اس دنیا کے مالک نے ان سوالات کے جوابات آسمان سے وحی کو نازل کر کے دیا ہے، ان کے جوابات سوائے آسمانی مذہب کے کوئی دوسری جگہ نہیں مل سکتے، سائنس بھی ان سوالات کے جوابات نہیں دے سکتی، سائنس اور عقل صرف ان ہی چیزوں کا علم دے سکتی ہیں جو نظر آتی ہیں یا جسم رکھتی ہیں یا محسوس ہوتی ہیں، ان سے

ہٹ کر کوئی رہبری نہیں کرسکتیں، انسانوں کی اخلاقی اور روحانی ترقی اور دنیا کی زندگی سے کامیابی ملنے کا راز صرف ان ہی سوالات کو جان کر عمل کرنے میں ہے، اس دنیا کا مالک چونکہ دنیا میں کسی کو نظر نہیں آتا، اس لئے اس نے یہ انتظام کیا کہ ہر زمانہ میں انسانوں میں سے اچھے اور نیک انسانوں کا انتخاب کر کے ان پر آسمان سے فرشتہ کے ذریعہ اپنا علم نازل کیا جس کو وحی کہتے ہیں تاکہ بندے اس علم کی روشنی میں اس کو پہچانیں اور مانیں اور اس کی مرضیات پر زندگی گذاریں، ہر زمانہ، ہر ملک میں خدا کے پیغمبر آتے رہے، انسانوں کو خدا کا تعارف کروا کر خدا کو صحیح ماننے اور اسی کا آگیہ پالن (حکم ماننے) کرنے کی دعوت دیتے رہے، آخری میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے اور ان پر خدا کا آخری پیغام قرآن مجید کی شکل میں نازل ہوا، اب قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا، ہر انسان کو جو قیامت تک دنیا میں آئے گا وہ اللہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں پہچانے گا اور مانے گا اور انہی کی تعلیمات پر عمل کرے گا تب ہی وہ کامیاب ہوسکتا ہے۔

انسان اگر پیغمبر سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ اپنی بنیادی ضرورتیں تک پوری نہیں کرسکتا

انسانوں کی زندگی کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ جو انسان پیغمبر کا انکار کرتے اور ان کو نہ مانتے اور ان کی تعلیمات سے فائدہ نہ اٹھاتے تو وہ باوجود اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے اپنی بنیادی ضرورتیں تک صحیح طریقہ پر پوری نہیں کرپاتے۔

☆ سب سے پہلے وہ اپنے مالک ہی کو صحیح نہیں پہچانتے، خدا کو چھوڑ کر معمولی معمولی بیکار چیزوں کی پرستش کرتے رہتے ہیں۔

☆ خدا کی پہچان تو بہت دور کی بات ہے دنیا کے سب سے زیادہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود' گندگی کو گندگی سمجھنے کے باوجود' اپنے ہی پیشاب پاخانے سے صاف ستھرے نہیں رہ سکتے، کپڑے تو بہت ہی عمدہ ٹپ ٹاپ اور فیشن کے پہنتے ہیں مگر جسم اور کپڑوں کو پیشاب لگائے پھرتے ہیں، پاخانہ کو تو گندہ سمجھتے ہیں لیکن پیشاب کو گندہ نہیں سمجھتے، پیشاب کو جہاں

چاہے خارج کرتے، ٹانگوں اور کپڑوں کو پیشاب سے بچاتے نہیں ہیں۔

☆ بہترین دنیوی تعلیم کی ڈگریاں رکھتے ہوئے اچھی سمجھ بوجھ رکھتے ہوئے شرم وحیا سے خالی ہوتے ہیں، کپڑے پہن کر ننگے رہتے ہیں، تکلیف دہ کپڑے پہنتے، جسم کے اعضاء کے اُبھار اور نشیب وفراز کو چُھپاتے نہیں اور جسم کے بعض حصے کُھلے رکھ کر تمام دیکھنے والے انسانوں کو مزہ اٹھانے کا موقع دیتے ہیں، کپڑا اتنا باریک پہنتے ہیں کہ اندر کا پورا جسم نظر آتا ہے، ان کو یہ تک نہیں معلوم رہتا کہ کتنا جسم چُھپایا جائے اور کتنا کُھلا رکھا جائے، کپڑے پہننے کا طریقہ ہی نہیں جانتے، عورتیں مردوں کا لباس پہنتی ہیں، بعض تو آدھی سے زیادہ ننگی ہوتی ہیں۔

☆ جو لوگ پیغمبر کو نہیں مانتے ان کو یہ تک نہیں معلوم رہتا کہ دنیا کی تمام چیزوں میں کونسی چیز کھائی جائیگی اور کونسی چیز نہیں کھانی چاہئے، وہ شراب بھی پیتے ہیں، گانجا، افیم، ہیروئن سب کھاتے ہیں، گوشت تو کھاتے ہیں مگر جانور کو ذبح کرنے کا طریقہ ہی نہیں جانتے، گوشت کے ساتھ خون موجود رہے تو وہ گوشت بدمزا اور جلد خراب ہوجاتا ہے، وہ گوشت کے ساتھ خون بھی کھاتے ہیں، عام طور پر جانداروں کے خون میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں، وہ گوشت کے ساتھ انسانوں کے جسم میں چلے جاتے ہیں، بعض تو خون پکا کر کھاتے ہیں، کوئی تو جھٹکا یعنی تکلیف سے جانور کی فوراً گردن مار کر اس کو مردہ کردیتے ہیں، دنیا میں بہت سے لوگ چوہا، مینڈک، بندر، گدھا، سانپ، بلی، کتا، مردار جانور، بچھو جیسی چیزیں کھاتے ہیں اور بہت سے لوگ سور کو شوق سے کھاتے ہیں، حالانکہ یہ ایک ایسا جانور ہے جو انسانوں کی غلاظت کھاتا ہے اس کو غلاظت کھانے میں مزہ آتا ہے، وہ فضلہ کھاتے پھرتا اور بھنگی کا کام کرتا ہے اور گندگی ہی میں رہتا ہے، اگر گندگی نہ ملے تو اپنی خود کی گندگی کھالیتا ہے، اس کے خون میں خطرناک جراثیم ہوتے ہیں جو آگ پر پکانے کے باوجود نہیں مرتے، بعض لوگ غذاؤں میں شراب ملا کر پکاتے ہیں۔

☆ اسی طرح پیغمبر سے دور رہنے والے بہت سے انسانوں کو کس سے شادی کرنا ہے اور کس سے نہیں کرنا ہے؟ اتنا بھی نہیں معلوم، پس سماج اور سوسائٹی کے طریقوں پر جس سے چاہے شادی کرلیتے ہیں اور بیوی سے کن کن حالتوں میں صحبت کرنا ہے؟ جانتے ہی نہیں،

بیوی کو رکھ کر اکثر باہر کی عورتوں سے مزہ لیکر آوارہ اور گندی زندگی گذارتے ہیں، ایسے لوگ عورتوں میں بھی ہوتے ہیں اور مردوں میں بھی ہوتے ہیں۔

☆ جو معاشرہ پیغمبر کا انکار کرتا ہے وہ عورتوں اور مردوں کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے، ان کو یہ معلوم نہیں رہتا ہے کہ اگر ایک عورت غیر مردوں کے سامنے آجائے تو دوسرے مرد اس کی آواز سے، چال سے اور اس کے جسم کے مختلف حصوں سے مزہ لیکر گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور عورتوں کے تعلق سے برائی سوچتے ہیں، جس طرح املی اور لیمبو پر سے چھلکا نکال دیا جائے تو انسان بخار ہی کا مریض کیوں نہ ہو اس کے منہ میں پانی آجاتا ہے، اسی طرح پیغمبر انسانوں کو انسانی کلچر اور اخلاق کے ساتھ زندگی گذارنا بتلاتے ہیں اور جانوروں کی تہذیب اور کلچر سے بچاتے ہیں، جانوروں میں ایک مادہ چار نر ایک ساتھ چلتے پھرتے ہیں اور میدانوں میں ایک ساتھ بیٹھے رہتے ہیں۔

☆ پیغمبر کا انکار کرنے والے اور ان کی تعلیمات سے فائدہ نہ اٹھانے والے حرام وحلال جانتے ہی نہیں، زیادہ تر مال چوری، لوٹ مار، دھوکہ بازی، سود، رشوت اور شادی کے نام پر لوگوں کا گھر لوٹ کر اپنے بچوں کو پالتے اور ان کی زندگیاں بناتے ہیں، ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ جس طرح کتا پیٹ بھرا ہوا ہونے کے باوجود منہ کھلا کا کھلا رکھ کر پھرتا ہے اور ہمیشہ زمین کو سونگتا ہوا چلتا ہے، اسی طرح بہت سارے لوگ پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں، بنگلہ اور کوٹھی والے ہوتے ہیں مگر پھر بھی سود، رشوت اور ڈَوری کا مال، دھوکہ بازی وحرام مال کے لئے کتے کی طرح منہ کھلا کا کھلا رکھتے ہیں، جس طرح کتا اور بلی کو صاف ستھرے تازے گوشت میں مزہ نہیں آتا، بالکل اسی طرح پیغمبر سے دور رہنے والوں کو لوگوں سے لوٹے ہوئے مال میں مزہ آتا ہے، ان کو شراب اور غیر عورت مل جائے تو وہ ویسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے کتا سڑا ہوا گوشت کھا کر خوش ہوتا ہے، بہت سی عورتیں Public Property بن کر زندگی گذارتی ہیں، ہر روز نئے نئے مردوں کو اور مرد نئی نئی عورتوں کو ڈھونڈتے ہی رہتے ہیں، غرض یہ مختصر سی تفصیل تھی ان لوگوں کی جو پیغمبر کی تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے، اس لئے انسان کو قدم قدم پر پیغمبر کی رہبری کی ضرورت ہے۔

حضرت محمد ﷺ جس علاقہ میں پیدا ہوئے وہاں کے حالات ذہن میں رکھیں

عرب کا علاقہ تمام دنیا سے کٹا ہوا تھا، نہ وہاں کے راستے صحیح تھے اور نہ سواریوں کا انتظام، لوگ زیادہ تر اونٹ پالتے اور اسی پر مہینوں سفر کرتے تھے، راستوں میں چور اور ڈاکوؤں کا بہت خطرہ رہتا تھا۔

مکہ:۔ عرب کا یہ علاقہ پتھریلا اور ریگستانی ہے جہاں چاروں طرف پہاڑوں کا سلسلہ، گھاٹیاں اور ریت پھیلی ہوئی ہے، لوگ قبیلوں میں زندگی گذارتے تھے، باقاعدہ کوئی حکومت نہیں تھی، ہر قبیلہ آزاد اور خودمختار تھا، آپس میں ذرا ذرا سی بات پر سالوں سال لڑائیاں ہوتی تھیں، مثلاً کسی قبیلہ کا اونٹ دوسرے قبیلہ سے پہلے پانی پی لیتا یا کسی قبیلہ کے انسان کو قتل کیا جاتا تو تمام قبیلے کے لوگ اور ان کے ہمدرد قبیلے والے مل کر جنگ کرتے، سوتیلی ماں پر باپ کے مرنے کے بعد اولاد قبضہ کر لیتی، یتیموں کا مال دبا لیا جاتا، انسانوں کی خرید وفروخت ہوتی اور ان کو غلام بنا لیا جاتا، بے حیائی و بے شرمی کا یہ حال تھا کہ زنا اور بیوی کے ساتھ گذرنے والے واقعات کا لوگوں کی دلچسپی کے لئے اظہار کیا جاتا، لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی بے عزتی کے ڈر سے زندہ دفن کر دیا جاتا، مکہ شہر کے بیچ میں کعبۃ جو ایک پتھر کا بنا ہوا کمرہ ہے، اس میں ہر قبیلے کے تقریباً ۳۶۰ / بُت رکھے ہوئے تھے، ہر کام کے علٰحدہ علٰحدہ بت تھے، جانوروں کی قربانی کر کے ان کا خون اور گوشت چڑھایا جاتا تھا، عورتیں اور مرد اس گھر کا برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے، شراب خوب پی جاتی، جوا، زنا، چوری، ڈکیتی، قتل وخون، غارت گری، بے ایمانی ان کا عام مشغلہ تھا، ہر عجیب وغریب پتھر کی پوجا کی جاتی تھی، لوگ اللہ کو چھوڑ کر خدا کے گھر میں دیوی دیوتاؤں کے نام سے بت رکھ دئے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے، ان میں کچھ عورتوں کے نام سے بت اور کچھ مردوں کے نام کے بت تھے، لوگ زیادہ تر فال نکال کر اپنے کام کرتے تھے، ہمیشہ بُرے شگون لیتے تھے، راستہ بھٹک جاتے تو کپڑے اُتار کر الٹے پہن لیتے تھے، سامنے کے راستے گھروں سے نکلتے اور پیچھے کے راستہ سے یا دیواروں پر سے گھروں میں داخل ہوتے تھے، سارا شہر سود کی لعنت میں مبتلا تھا، عرب کے

علاقوں میں نہ یونیورسٹی تھی، نہ کوئی کالج یا مدرسہ یا اسکول، لکھنے پڑھنے سے مکہ کے لوگ بہت کم واقف تھے، شعروشاعری کا شوق تھا، تقریباً پوری آبادی اَن پڑھ لوگوں کی تھی، نہ وہاں کوئی ٹیلیفون کا نظام یا ریڈیو کا نظام تھا، نہ کوئی لائبریری تھی، لوگ زیادہ تر سود کا کاروبار یا تجارت یا اونٹ چراکر یا بکریاں چراکر زندگی گذارتے تھے، انسانوں کی بڑی تعداد غلاموں کی شکل میں لوگوں کے پاس پھنسی ہوئی تھی، مکہ کے لوگ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور نسل سمجھتے تھے، انہی کی نسبت سے حج کی رسم ادا کی جاتی تھی۔

حضرت محمدﷺ کی زندگی کے مختصر حالات بھی ذہن میں رکھئے!

ایسے بدکردار اور مشرکانہ ماحول میں تقریباً پونے پندرہ سو برس پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ایک مشہور خاندان قریش کے گھرانے میں پیدا ہوئے، جو عربوں میں ایک مشہور اور باعزت خاندان تھا اور کعبہ کا متوّلی کے فرائض انجام دیتا تھا، گویا پورے عربوں میں ان کی حیثیت پنڈت اور پیشوا کی تھی، پیدائش سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا انتقال ہوگیا اور پیدا ہونے کے چند سالوں بعد آپؐ کی والدہ کا انتقال ہوگیا، آخر کار چچا نے آپ کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی، آپؐ یتیم کی حیثیت سے شہر سے دور گاؤں میں پرورش پائے، بچپن کے زمانے میں بکریاں چراتے تھے، پھر ہوش سنبھالنے کے بعد اپنے چچا کے ساتھ تجارتی قافلوں کے ساتھ جانے لگے اور پھر لوگوں کا مال لیکر دوسرے ملکوں میں تجارت کی، آپؐ نے اپنے بچپن اور جوانی میں کہیں بھی علم حاصل نہیں کیا اور لکھنے پڑھنے سے دور رہے، نہ آپؐ کسی عالم کی صحبت میں بیٹھے اور نہ آپ کو کسی انسان نے باقاعدہ علم سکھایا، آپؐ کے اطراف ایسا کوئی قابل انسان بھی نہیں تھا جو آپ کی تربیت کرسکتا، نہ آپؐ نے مکہ سے باہر کسی عالم اور گیان والے سے علم حاصل کیا، اس لئے آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، آپ اَن پڑھ تھے، اپنا نام تک خود نہیں لکھ پڑھ سکتے تھے، مگر بچپن سے ہی ہر قسم کی برائیوں سے دور تھے، شرم وحیاء آپ میں بے انتہاء بھری ہوئی تھی، کبھی کوئی گندی، بے حیائی اور بے شرمی کی بات تک نہیں کرتے، وعدہ کے پابند اور ایماندار، دیانتدار تھے، لوگ آپؐ کے پاس

اپنی امانتیں لا کر رکھتے تھے، ہمیشہ غریبوں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرتے، انصاف کی بات کرتے، سچائی کا ساتھ دیتے تھے، اس لئے لوگ آپ کو کریم ابن کریم کہتے اور صادق اور امین کے خطاب سے پکارتے تھے، اکثر آبادی سے دور نکل کر پہاڑ کے غار میں ہفتوں جا کر وقت گذارتے اور انسانوں کی بگڑی ہوئی حالت و جہالت اور بداعمالیوں پر غور وفکر کرتے رہتے تھے، اسی غور وفکر کے زمانے میں اللہ کا ایک فرشتہ آپ ؐ کے پاس آیا اور آپ کو اللہ کا پیام پہنچایا کہ اے محمد ؐ! آپ کو اللہ نے اپنا آخری پیغمبر منتخب کیا ہے، آپ اٹھئے اور لوگوں کو صحیح راستہ بتلائیے اور اللہ اکیلے کی عبادت و غلامی کی دعوت دیجئے، مختلف اوقات میں وہ فرشتہ آپ کے پاس آتا اور وحیٔ الٰہی یعنی اللہ کا علم آپ کو دے جاتا، گویا دنیا کے انسانوں میں کوئی بھی آپ کا استاد اور رہبر نہ تھا، بظاہر آپ پڑھے لکھے نہیں تھے مگر آپ کا اصل استاد اللہ تھا، جس نے آپ کو دنیا کا سب سے اونچا اور اعلیٰ علم عطا فرمایا اور آپ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، یہاں تک کہ آپ کے علم کی کوئی برابری نہیں کرسکتا، آپ اکیلے اور تنہا اس بت پرست معاشرہ میں اٹھے اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت و غلامی کی دعوت دی اور یہ تعلیم دی کہ تم خدا کو چھوڑ کر جن جن کو خدا کا مقام دیتے ہو وہ بے جان ہیں، تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کرسکتے، نہ دیکھ سکتے نہ سن سکتے اور نہ بول سکتے ہیں، یہاں تک کہ جو میٹھائی تم ان کے سامنے رکھتے ہو اس کا کچھ حصہ اگر مکھی لیکر اڑ جائے تو اس سے وہ چھڑا بھی نہیں سکتے، تم ان بیکار خداؤں کی عبادت مت کرو بلکہ اپنے حقیقی مالک و پروردگار کی عبادت و غلامی کرو جو ہمیں نظر نہیں آتا، میں اس کا پیغمبر ہوں، اس نے مجھے وحی کے ذریعہ علم دیا ہے، وہ مالک تم کو مرنے کے بعد ایک دن زندہ کرے گا اور تمہاری زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب لے گا، اس لئے حساب دینے کے دن سے ڈرو، اگر تم نے اس کے ساتھ شرک کیا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کی آگ والے جہنم میں جلتے رہوگے، وہاں کبھی نہ موت ہی آئے گی اور نہ سکون ملے گا، اس لئے اس کو اپنا مالک، آقا، پالنے اور پرورش کرنے، حساب لینے اور پکڑنے والا مان کر میرے طریقے پر زندگی گذارو۔ اس طرح آج تقریباً پونے پندرہ سو سال سے دنیا کے ہر ملک ہر علاقے ہر قوم میں ان کی دعوت پہنچتی رہی ہے، لوگ گمراہی سے توبہ کرکے اپنے

مالک حقیقی کو مان رہے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر اپنے مالک کی عبادت وغلامی واطاعت کررہے ہیں، ایک بات یہ بھی ذہن نشین کرلیجئے کہ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا دین نہیں ہے اور نہ قرآن ان کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور نہ ان میں کوئی خدائی صفات کی تھوڑی سی بھی جھلک تھی، وہ انسان تھے اور انسانوں جیسی تمام ضرورتیں رکھتے تھے، وہ خدا نہیں انسان تھے، ان کو انسان کی حیثیت سے پیغمبر مانا جائے گا۔

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی سچائی کا عقلی ثبوت

کیا دنیا کا کوئی انسان یہ ثبوت پیش کرسکتا ہے کہ کوئی انسان جو کسی اسکول اور مدرسہ کا پڑھا ہوا نہ ہو، جس کی کسی نے تربیت ہی نہ کی ہو، جو کسی سے تہذیب وتمدن ہی نہ سیکھا ہو، جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور اَن پڑھ ہو اس نے انسانوں کو انسان بنایا ہو، انسانوں کو اعلیٰ تہذیب وتمدن دیا ہو، انسانوں کے فکر وخیالات اور عقیدہ میں زبردست انقلاب پیدا کیا ہو اور انسانوں کی عقل وفہم کو بڑھایا ہو، ہاں وہ صرف حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے خدا کی رہبری، تربیت وتعلیم میں یہ تمام کام کئے، اگر آپ دنیا کے انسانوں کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں جتنے لوگ بھی کارنامے انجام دئے یا قوموں کی رہبری کی وہ دنیا کے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ تھے، کوئی بھی بے پڑھا لکھا انسان دنیا میں کوئی انقلاب نہیں لاسکا اور نہ ان میں انسانوں کی تربیت کی صلاحیت تھی۔

☆ اس کے علاوہ جن انسانوں نے انسانوں کے لئے کچھ اصول اور ضابطے یا قانون بنائے وہ ناقص تھے، جن کو بعد کے زمانوں میں تبدیل کرنا پڑا اور وہ مکمل رہبری نہ کرسکے، اس میں تعصب، ناانصافی، ظلم وزیادتی بھری ہوئی تھی، مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم وہ واحد شخصیت ہیں جن کا بتلایا ہوا ضابطہ وقانون، اصول، تہذیب وتمدن اور انسانوں کو زندگی گذارنے کا طریقہ ہر زمانہ کے لحاظ سے انسانوں کے لئے بے حد فائدہ مند، مکمل، نقائص سے پاک، ناقابل تبدیلی ہے، جس میں انصاف ہے اور تعصب سے پاکی ہے، رحم اور عین انسانی فطرت کے مطابق ہے، اس لئے

☆ اگر کسی انسان کو بادشاہ، صدر یا وزیر اعظم بن کر زندگی گذارنا ہوتو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر اور استاد بنائے اور انہی کی نقل میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔

☆ اگر کسی کو باپ، شوہر، بھائی، اور بیٹا بن کر زندگی گذارنا ہوتو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر واستاد بنائے اور انہی کی نقل میں دوسروں کے حقوق ادا کرے۔

☆ اگر کسی کو فوج کا سپہ سالار بن کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنا ہوتو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر وسپہ سالار و استاد بنائے اور انہی کی نقل میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلوک کرے۔

☆ اگر کسی کو آقا، سردار، پیشوا اور اصلاح کرنے والا بن کر زندگی گذارنا ہوتو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آئیڈیل اور رہبر واستاد بنائے اور انہی کی نقل میں تربیت کرے۔

☆ اگر کسی کو تاجر، گاہک، خدمت گذار بن کر زندگی گذارنا ہوتو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر واستاد بنائے۔

☆ اگر کسی کو منصف، جج، وکیل بننا ہوتو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا استاد ورہبر بنائے اور انہی کی نقل میں تعصب اور جانبداری سے پاک ہو کر فیصلے کرے۔

☆ اگر کسی کو غریبی اور امیری کی حالت میں زندگی گذارنا ہوتو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا استاد ورہبر بنائے اور انہی کی اتباع میں زندگی گذارے۔

☆ اگر کسی کو صلح اور جنگ، دوستی ودشمنی، محبت اور نفرت کے اصول جاننا ہوتو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر بنائے اور انہی کی اتباع میں اعتدال والی زندگی اختیار کرے۔

☆ انسانوں کی خدمت اور ان کے حقوق ادا کرنا ہو اور مساوات کا سلوک کرنا ہوتو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا استاد ورہبر بنائے۔

☆ غلاموں، یتیموں، مسکینوں اور غریبوں، بیکسوں کا سہارا بننا ہوتو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا استاد ورہبر بنائے اور انہی کی نقل کرے۔

☆ کسی کو اللہ کی صحیح معرفت حاصل کرنا ہو اور صحیح طریقہ پر عبادت اور بندگی کرنا ہوتو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا استاد ورہبر بنائے اور انہی کے طریقہ پر عبادت وبندگی کرے۔

☆ غرض زندگی کے کسی بھی شعبہ میں زندگی گذارنا ہواور انسانوں کا دل جیتنا ہواور اپنے کو مٹا کر انسانوں کی خدمت کرنا ہواور اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو تو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر بنائے، ورنہ آپؐ کے علاوہ دنیا کی کوئی شخصیت انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں رہبری نہیں کر سکتی اور نہ مالک کائنات سے ملا سکتی ہے اور نہ رب کو راضی کرانے والے کام بتلا سکتی ہے۔

☆ ذرا غور کیجئے کیا دنیا میں ایسی کوئی مثال پیش کیجا سکتی ہے کہ ایک شخصیت جو ماں باپ کی تربیت سے محروم، ہر قسم کی تعلیم سے ناواقفیت، جو بکریاں چرا کر جوان ہوا اور پھر تجارت اختیار کر کے اپنے معاشرہ میں زندگی گذارے، اپنے معاشرہ کی بدکرداری اور بداخلاقی کے ماحول سے متاثر نہ ہو بلکہ محفوظ ہو، آپ بالکل محفوظ تھے، اب آپ سوچئے کہ وہ کیسے محفوظ رہے؟ اور اس طرح محفوظ رہے کہ ان پر ماحول کا رتی برابر بھی اثر کیسے نہ ہوا بلکہ آپ میں خوبیاں ہی خوبیاں تھیں اور آپؐ کی طرح خوبیوں اور کمال والا انسان قیامت تک اللہ پیدا نہیں کرے گا، اب سوچئے کہ آپ میں وہ خوبیاں کہاں سے آئیں؟ جن کی وجہ سے آپؐ پورے معاشرہ میں سب سے اعلیٰ اخلاق اور سب سے اونچے کردار رکھتے ہوئے لوگوں میں صادق اور امین اور دیانتدار اور انصاف کے علمبردار مانے گئے، کیا دنیا کے کسی اَن پڑھ انسان کے پاس لوگ امانتیں رکھ سکتے اور اس کو اپنا جج بنا سکتے اور اس سے اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کروا سکتے ہیں؟ آخر ان کو سب سے اعلیٰ اخلاق اور سب سے عمدہ تہذیب و کردار کس نے سکھائے؟ یقیناً وہ صرف اللہ تعالیٰ کے تربیت یافتہ تھے۔

☆ کیا دنیا کا کوئی بے پڑھا لکھا انسان اپنی قوم کی بداعمالیوں پر دکھ کرتے ہوئے ان کو برائی سے بچانے اور ان کو سیدھے راستہ پر لانے کے لئے اپنا گھر، اپنی دولت، اپنا وطن سب کچھ قربان کر سکتا ہے؟ اور ان سے کسی قسم کی مالی مدد اور دنیا کا فائدہ لئے بغیر اپنا سکون و آرام برباد کر سکتا ہے؟ قوم کی مار، گالیاں کھا کرٗ اپنی جان کو مصیبت میں ڈال کرٗ وطن سے بے وطن ہو کرٗ انسانوں کے سدھار کیلئے رات دن فکر مند رہ سکتا ہے؟ وہ صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے صرف انسانوں کے سدھار کیلئے ان سے کسی قسم کا معاوضہ‘ کسی قسم کی دولت‘ کسی مقام و مرتبہ کا لالچ اور نام و نمود کے بغیر محنت کی اور انسانوں کو دوزخ کی آگ سے

بچانے کی اوران کی مرنے کے بعد والی زندگی بنانے کی فکر میں گُھل گئے۔

☆ کیا دنیا کا کوئی بے پڑھا لکھا انسان حکمت اور دانائی کے ساتھ محنت کر کے جاہل، ظالم معاشرہ کے افراد کو بہت ہی کم وقت میں دنیا کے مثالی انسان بنا سکتا ہے؟ وہ صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے بدکاریوں میں مبتلا جاہل اوراَن پڑھ معاشرہ کے لوگوں پر ایسی محنت کی کہ ۲۳/سال کے مختصر عرصہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے مثال اور نمونہ بن گئے اور ان کی وفاداری، جانثاری اور فرمانبرداری کی مثال بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں بھی نہیں ملتی، کیا کسی بے پڑھے لکھے انسان کی لوگ اتنی فرمانبرداری کر سکتے ہیں؟

☆ ذرا سوچئے کیا کوئی بے پڑھا لکھا انسان ہزاروں لاکھوں انسانوں کی تربیت کر کے ان کو دنیا کے مثالی انسان بنا سکتا ہے؟ کوئی انسان اپنے زندہ رہنے تک زیادہ سے زیادہ سو پچاس لوگوں پر محنت کر کے ان کی اصلاح وتربیت کر سکتا ہے؟ مگر آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے سے اب تک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ رہنے کے باوجود ان کے ارشادات، ان کے اعمال اور ان کے طریقۂ زندگی اور ان کی لائی ہوئی تعلیم سے دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کے لاکھوں انسان تربیت پارہے ہیں اور اپنی اصلاح کر رہے ہیں اور انہی کو مثال اور نمونہ بنا کر زندگی گذار رہے ہیں، دنیا میں ایسی کوئی مثال ہی نہیں کہ کوئی شخصیت دنیا سے گذر چکی ہو اور لوگ ان سے اپنے آپ کو جوڑتے اور اللہ کے صحیح بندے بن کر صحیح غلامی کرتے ہوں، وہ صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ایک انسان نہ ان کو دیکھتا ہے نہ ان کا ہم وطن اور رشتے دار ہوتا ہے، نہ ان کا زمانہ پاتا ہے اور نہ ان کی زبان جانتا ہے مگر جب آپ ﷺ کی زندگی اور تعلیمات سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے معاشرہ کا بہترین انسان بن جاتا ہے، اس کی جہالت شرافت میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس کی گمراہی ہدایت میں بدل جاتی ہے، اس کی شیطانیت و بدکاری انسانیت اور عمدہ اخلاق میں بدل جاتی ہے۔

☆ کیا کبھی کسی زمانہ میں دنیا کے بڑے بڑے دانشور، اہل علم، فلاسفر نے کسی بے پڑھے لکھے انسان کی باتوں پر ریسرچ اور غور وفکر کیا اور رہبری حاصل کی؟ وہ صرف محمد عربی صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں جن کی تعلیمات اور ارشادات کو دنیا کے بڑے بڑے دانشوروں نے سمجھا اور غور وفکر کرکے رہبری حاصل کرنے کی پونے پندرہ سو سال سے کوشش ہر زمانہ میں کرتے رہے اور کررہے ہیں اور آپؐ کے ارشادات کو زرین اقوال اور علم کے خزانوں کا سمندر کہتے ہیں، چودہ سو سال سے زیادہ سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کے ارشادات اور آپؐ کے طریقے، عبادات اور بندگی پر ہزاروں کتابیں لکھی جاچکیں اور لکھی جارہی ہیں اور مسلسل لوگوں کی رہنمائی کی جارہی ہے۔

☆ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں پیدا ہوئے' سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی، لوگ اونٹوں اور گھوڑوں، گدھوں پر سفر کیا کرتے، آج سائنس اتنی ترقی کرچکی ہے کہ لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ ہوگئے، اِسے ماڈرن دور کہتے ہیں پھر بھی موجودہ زمانہ کا بڑے سے بڑا دانشور اور پڑھا لکھا آپؐ کی تعلیم سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اسی سے اس کو صحیح رہبری اور سکون ملتا ہے، سائنس اتنی ترقی کرنے کے باوجود آپؐ کے ارشادات طریقوں اور تعلیمات کے آگے گھٹنے ٹیک چکی ہے، کسی بات کو' کسی طریقے کو غلط ثابت نہیں کرسکتی، ہر چیز کی تصدیق کررہی ہے، کیا کسی بے پڑھے لکھے انسان کی وہ باتیں جب زمانہ نے ترقی نہیں کی تھی اور وہ سارا علم جو اس زمانہ میں انسانوں کی رہبری کے لئے دیا گیا آج کے اس ترقی یافتہ دور میں کیسے سچا اور ضروری اور عین انسان کی ضرورت ثابت ہوسکتا ہے؟ لیکن وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اللہ کی دی ہوئی تعلیم سے انسانوں کی رہبری فرمائی، ان کی تمام تعلیمات کا آج کی ترقی یافتہ دور میں انسان بہت زیادہ محتاج ہے اور اسی پر عمل کرکے سکون پاتا ہے۔

☆ اگر ایک بے پڑھے لکھے انسان نے آئندہ زمانہ میں آنے والے حالات کی پیشین گوئی کی ہو تو کیا سب باتیں سچی ثابت ہوسکتی ہیں؟ لیکن صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں ہیں جو آج سے تقریباً پونے پندرہ سو سال پہلے بیان کی گئی تھیں، سب کی سب سچی ثابت ہوتی چلی آرہی ہیں، ایک بات بھی غلط ثابت نہیں ہوئی اور دنیا کے حالات اُسی انداز سے آرہے ہیں، آخر ایک بے پڑھا لکھا یا پڑھا لکھا انسان آئندہ آنے والے حالات کو

کیسے بیان کرسکتا ہے؟ ہاں کرسکتا ہے اگر وہ اللہ کا نمائندہ اور پیغمبر ہو۔

☆ ایک ایسا انسان جس کے ماحول اور معاشرہ میں کوئی حکومت اور گورنمنٹ نہیں تھی، جس کا معاشرہ مختلف قبیلوں پر مشتمل تھا، جس میں قبائل کی حکومت تھی، وہ بے پڑھا لکھا ہو کر کیسے باقاعدہ حکومتی قانون، تعزیراتی قانون، معاشی قانون، جنگ وصلح کا قانون دے گیا؟ اور کیا بے پڑھے لکھے انسان کے دئے ہوئے ضابطے اور قانون سے دنیا کے بڑے بڑے قانون کے ماہرین، معاشیات کے ماہرین، کرائم کے ماہرین، جنگ وصلح کے ماہرین، اصلاح اور دعوت کے تدابیر بنانے والے ماہرین، اپنی اپنی حکومتوں اور لوگوں کے لئے قانونی آئین اور اصول اُن ہی کے ضابطوں اور قانون نقل کر کے بنا سکتے ہیں؟ لیکن صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی اللہ نے تربیت کی اور علم دیا اور وہ چونکہ اللہ کے پیغمبر تھے اس لئے ان کے دئے ہوئے قانون، اصول اور معاشی پالیسیوں سے فائدہ اٹھا کر دنیا کی مختلف حکومتیں چودہ سال سے اپنے اپنے قانون اور ضابطے بنا کر حکومتیں کر رہی ہیں۔

☆ سب سے آخری اور اہم بات یہ ہے کہ کیا دنیا کا کوئی بے پڑھا لکھا انسان انسانوں کیلئے ان کی فطرت اور طبیعت کی پسند کے مطابق اعمال کو اختیار کرنے کے طریقے اور اصول بتلا سکتا ہے؟ لیکن وہ صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اُتارے ہوئے علم کے مطابق انسانوں کو زندگی کے تمام اصول، ضابطے اور طریقے عین انسانی فطرت کے مطابق سکھائے اور بتلائے اور عجیب بات ہے کہ دنیا کا بے پڑھا لکھا انسان بھی جب آپؐ کی تعلیمات کو سمجھتا اور آپؐ کے طریقۂ زندگی جانتا ہے تو اُسے عین انسانی فطرت کے مطابق مانتا ہے۔

☆ ذرا یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ ایک ایسا انسان جس نے اپنے معاشرہ میں کوئی تعلیم حاصل نہ کی ہو تو کیا چالیس سال بعد یکایک ان کی زبان سے انتہائی اعلیٰ اور وزنی، پُرکشش کلام نکل سکتا ہے؟ کیا وہ دو طرح کا کلام پیش کرسکتا ہے؟ ان کی بیان کردہ باتیں جو حدیث کہلاتی ہیں اس میں اور قرآن مجید کے اندازِ تخاطب میں زمین وآسمان کا فرق کیسے ہے؟ کیا کوئی بے پڑھا لکھا انسان اس طرح کلام کرسکتا ہے؟ جس کے آگے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ان دونوں کلام کی مثال پیش نہیں کرسکتے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی تربیت اور ہدایت

والے علم کی وجہ سے ہے، یہ ان کی صلاحیت نہیں، ان کے لائے ہوئے کلام میں اللہ نے وہ تاثیر رکھی ہے جو دنیا کے کسی موسیقی اور گانے میں نہیں، جب ریڈیو، ٹی وی پر مسلم تو مسلم غیر مسلم سنتے ہیں تو متاثر ہوکر ان پر بھی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، تو ذرا غور کیجئے اس کے سننے میں یہ مزہ ہے تو سمجھنے میں کتنا مزہ ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ برناڈ شاہ انگریز (لندن) نے کہا تھا کہ دنیا کا سب سے بہترین مذہب اسلام ہے اور سب سے بدترین قوم مسلمان ہے، اس لئے کہ مسلمان نہ قرآن سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ اس کے مطابق زندگی گذارتے ہیں۔

☆ یہی وجہ ہے کہ آج سے تقریباً پونے پندرہ سوسال پہلے جن لوگوں کی تربیت اور اصلاح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی وہ انسانی تاریخ میں مثالی انسان بنے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے مثال اور نمونہ ہیں، ان حضرات کی زندگیاں پڑھ کر انسانوں کی زندگی میں زبردست انقلاب آجاتا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے وہ شخصیت بنایا کہ مسلمان تو مسلمان دوسری قوموں کے اکثر بڑے عقلمند اور تعلیم یافتہ انسان بھی ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے، ایک عیسائی مصنف مائیکل ہارٹ جس نے The Hundred کتاب لکھی، دنیا کے سو قابل ترین انسانوں کی ایک فہرست تیار کی، ان کے زندگی پر تبصرہ کیا اور وہ خود عیسائی ہوتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نمبر ایک پر رکھا، ان کو پہلا مقام دینے پر مجبور ہوگیا، کیا کسی بے پڑھے لکھے انسان کو دنیا کے قابل ترین انسانوں میں پہلا مقام دیا جاسکتا ہے؟

☆ تمام پیغمبروں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی واحد شخصیت ہے جن کی زندگی کے تمام حالات اور ان کے تمام ارشادات اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات ''وحئ الٰہی'' پوری کی پوری بعینہٖ محفوظ ہے اور پوری دنیا میں پونے پندرہ سوسال سے زیادہ لاکھوں دینی مدرسے اُسی علم کو سیکھنے سکھانے اور انسانوں کی تربیت کرنے کے لئے قائم کئے گئے اور کئے جارہے ہیں، کروڑہا انسان تقریباً پونے پندرہ سوسال سے اپنی زندگیاں سدھار رہے ہیں۔

☆☆ الله جل جلاله ☆☆

یوم جزاء (آخرت Day of Reward)

قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ ہِیَ رَمِیۡمٌ o قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُۨ o

(آخرت کا انکار کرنے والے) کہتے ہیں جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں گے تو پھر ان ہڈیوں کو کون زندگی عطا کرے گا؟ کہہ دو (اے محمدؐ)! وہی ہستی اُسے زندگی دے گی جس نے اُسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' وہ ہر ایک طریقۂ تخلیق کا بخوبی علم رکھتا ہے۔ (سورۃ یٰسین)

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! تمام پیغمبروں نے یہ تعلیم دی کہ دنیا کی ہر چیز کی عمر مقرر ہے، جس طرح انسان، جانور، پودے اور درخت ایک وقت تک زندہ رہنے کے بعد مرجاتے ہیں اسی طرح سورج، چاند، ستارے، سیارے، آسمان، زمین، ہوا، آگ، پانی، پہاڑ، سمندر سب کے سب ایک مقررہ وقت تک باقی رہیں گے اس کے بعد ان کو ان کا مالک ختم کردے گا، انسانوں اور جانوروں کے مرنے کا نام موت ہے اور کائنات کی تمام چیزوں کے ختم ہوجانے کا نام قیامت ہے۔

تمام پیغمبروں نے یہ بھی تعلیم دی کہ قیامت (آخرت) قائم ہوتے ہی تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا اور ان کی زندگی کے ایک ایک منٹ اور لمحہ کا حساب لے گا، جس طرح دنیا کی زندگی میں ہم اپنے نوکر کو روپیہ پیسہ اور مال دے کر ایک ایک پائی کا حساب لیتے ہیں اس کو یوں ہی نہیں چھوڑ دیتے، اسی طرح ہمارا مالک جس نے ہم کو دنیا میں بہت ساری چیزوں پر اختیار اور آزادی دی ہے اور مختلف چیزوں کو ہمارے کنٹرول میں دیا ہے اور نیکی اور بدی کی طاقت دی ہے، سب سے عمدہ عقل وفہم دیا ہے، ان سب کے صحیح یا غلط استعمال کا حساب لے گا، حکمت اور دانائی کا تقاضہ بھی ہے کہ جسے عقل دی جائے اُسے اس کے اعمال کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا جائے، جسے اختیارات اور آزادی دی جائے اس سے حساب بھی لیا جائے' جسے نیکی اور بدی کرنے کی طاقت دی جائے اُسے نیکی پر انعام اور بدی پر سزا بھی دی جائے، چنانچہ جس انسان نے اپنی اس آزادی کا استعمال اپنے مالک کی مرضی کے مطابق کیا ہوگا وہ کامیاب ہوگا اور جنت میں داخل کیا

جائے گا، جس نے من چاہی زندگی گذار کر اس آزادی کا استعمال مالک کی مرضی کے خلاف کیا ہوگا وہ ناکام ہوگا اور جہنم، نرگ میں داخل کیا جائے گا۔

ہم خود اپنے نوکر کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے ہیں کہ اگر وہ ہماری مرضی کے مطابق ہماری فرمانبرداری کرتا ہے تو خوش ہو کر اس کو انعام دیتے اور عزت دیتے ہیں اور اگر وہ نافرمانی کرتا ہے تو ناراض ہوتے اور ذلیل کرتے ہیں۔

دنیا کی زندگی میں انسان خود اپنی فطرت کے مطابق اپنی حکومتوں کیلئے عدالت، جج، جیل اور سخت سزائیں یا گیسٹ ہاؤز اور انعامات رکھتا ہے اور اپنے عوام کے نافرمان، باغی انسانوں کی نافرمانیوں، بغاوت اور جرائم پر سخت سے سخت سزائیں دینے کیلئے جیل میں بند کر دیتا ہے اور فرمانبردار نوکروں کو انعامات دیتا ہے اور ان کے درجے بلند کرتا ہے، تو ذرا سوچئے انسانوں کا مالک انسانوں کو اس قدر اختیارات دے کر اور اتنی آزادی دے کر اور دنیا کی بہت ساری چیزوں کو اس کے قبضے میں دے کر فرمانبرداری اور نافرمانی کی قوت دے کر حساب نہیں لے گا؟ بیشک وہ انسانوں کا ان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے حساب لے گا، فرمانبرداروں کو جنت میں عزت، راحت اور سکون کی زندگی عطا فرمائے گا اور نافرمانوں کو دوزخ کے حوالے کر کے سخت سزائیں دے گا، جس طرح انسان بیکار اور ناکارہ چیزوں کو کوڑا کرکٹ میں ڈال کر آگ میں جلا دیتا ہے اُسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں میں کے کوڑہ کرکٹ کو جہنم کی کُنڈی میں ڈال کر جلائے گا۔

جنت:۔ جنت فرمانبردار اور نیک انسانوں کا مہمان خانہ ہے، جہاں ان کو ہر طرح کا آرام، راحت، سکون اور خوشی ملے گی اور کسی قسم کی رتی برابر تکلیف نہیں ہوگی، جنت میں سونا یا چاندی، مشک اور عنبر کے محلات ہوں گے جس کی اینٹیں سونے چاندی کی اور اس کی سمنٹ مشک اور عنبر کی ہوگی، یہ محلات ہیرے جواہرات سے سجے سجائے ہوں گے، آرام دہ سواریاں عمدہ سے عمدہ آرام دہ فرنیچر، باغات، میوے، کم عمر نوکر اور خادم، عمدہ سے عمدہ غذائیں، دودھ، شہد کی نہریں، پھل پھلاری، نیک مردوں کے لئے خوبصورت حوریں؛ نیک عورتوں کے لئے خوبصورت نیک مرد ہوں گے، جنتی کو کبھی غم، بیماری، پریشانی، گرمی، سردی، بچپن، بوڑھاپا وغیرہ

کچھ بھی نہیں ہوگا، وہاں موت نہیں آئے گی، گندگی، غلاظت، ناپاکی بالکل نہیں ہوگی، جنتی کا پسینہ خوشبودار ہوگا، وہاں انسانوں کو سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

دوزخ:۔ اس کے برعکس دوزخ انتہائی آگ سے بھری ہوئی آگ کا سمندر ہوگی، اس کی آگ کا رنگ جلتے جلتے کالا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے جہنم میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا، دوزخ ناپاک اور بدبودار جگہ ہے، دوزخی بھوک میں مبتلا رہے گا، سزاؤں کی وجہ سے چیخ وپکار اور بری تکلیف میں مبتلا ہو کر روتے ہوئے دوزخی موت کو یاد کریں گے مگر وہاں موت نہیں آئے گی، جہنمی چونکہ دنیا میں خدا کی پہچان صحیح نہیں رکھتا تھا اور خدا کو صحیح ماننے اور پہچاننے سے اندھا بنا ہوا تھا اس لئے جہنمی کو اللہ کا دیدار نصیب نہ ہوگا، آگ کے بڑے بڑے پہاڑ ہوں گے، کھانے پینے کیلئے زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والا خون اور پیپ دیا جائے گا، تیل اور تانبے کی طرح کھولتا ہوا گرم پانی سروں پر سے ڈالا جائے گا اور پینے کیلئے دیا جائے گا، بھوک مٹانے کے لئے آگ کے کانٹے دئے جائیں گے، ہاتھیوں اور اونٹوں اور خچروں کے برابر زہریلے خطرناک سانپ، بچھو ہوں گے جو بار بار کاٹیں گے، دوزخیوں کے پیٹوں میں آگ سانپ اور بچھو ہوں گے، وہاں نہ موت ہی آئے گی اور نہ سزا سے کچھ دیر کے لئے چھٹکارا ہوگا، ہمیشہ جلتے ہی رہنا ہوگا، بار بار جسم پر نیا چمڑا چڑھایا جائے گا، فرشتے بڑے بڑے ہتھوڑوں اور گرزوں سے جہنمیوں کی پٹائی کریں گے، آگ کی قینچیوں سے زبانیں کاٹی جائیں گی، جسم سڑے ہوئے بدبودار ہوں گے، جس انسان نے دنیا میں خدا کو ماننے سے انکار کیا یا خدا کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا کے مقام پر بٹھا دیا اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ آگ میں جلتے ہی رہنا ہے، دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنی زیادہ تیز ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کا عقیدہ

یہ تمام باتیں سننے کے بعد انسان کا مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر یقین نہیں آتا، چنانچہ ہر زمانہ میں نبیوں نے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ اگر انسان مٹی اور راکھ بھی ہو جائیں تو خدا انہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور ان کی زندگی کا حساب لے گا، تو عام انسان کم عقل انسان جو

صرف اپنی آنکھوں ہی پر بھروسہ کرتے تھے ان کی عقل میں یہ باتیں نہیں آتیں، انہوں نے نبیوں کو پاگل اور مجنون کہہ کر پکارا کہ یہ بہکی بہکی باتیں کررہے ہیں جو اچھی عقل والا نہیں کرسکتا، بھلا ایک انسان مرجانے کے سینکڑوں سال بعد مٹّی بن جائے یا راکھ بن جائے اور اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجائیں تو وہ دوبارہ کیسے زندہ کیا جاسکتا ہے؟ یہ تو دیوانے پن کی باتیں ہیں، عقل میں آنے والی نہیں، چنانچہ ہر زمانہ میں اس طرح سوچنے والے بہت سے انسان ہوتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اسی نظر آنے والی دنیا کا نام ہے، کھانا پینا، عیش کرنا اور چلے جانا اس کے بعد کوئی زندگی نہیں، ایسے انسانوں کو سوچنا چاہئے کہ سورج، چاند، ستارے، سیارے، ہوا، پانی، زمین، آسمان، پہاڑ، سمندر، جب ہزاروں سالوں سے ہیں اور باقاعدہ خاص خاص مقاصد کے تحت اپنا کام کررہے ہیں تو انسان قیمتی مخلوق اور اعلیٰ مخلوق ہونے کے باوجود ۶۰ / یا ۷۰ / یا ۸۰ سالوں میں کیسے ختم ہوجائے گا؟ کائنات کی ہر چیز کوئی نہ کوئی مقصد رکھتی ہے تو انسان صرف دنیا کے لئے یا بیکار اور بے مقصد کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟

ایسے انسان موجودہ زمانہ میں سائنسی ترقی کو دیکھ کر کیا یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ انسان بس وہی کچھ کرسکتا ہے جو آج کررہا ہے؟ کل اگر وہ کچھ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا؟ خدا کو چھوڑیئے انسانوں کے متعلق گذرے زمانوں میں لوگوں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہ صرف زمین پر ہی چلنے والی گاڑیاں بناسکتا ہے، ہوا میں اڑنے والی گاڑیاں بنانا اس کے بس کی بات نہیں یا اگر کوئی سائنسداں پچھلی صدیوں میں یوں کہتے کہ وہ ایک پلاٹینم کا وزنی ہوائی جہاز بنانے والے ہیں جو ہزاروں ٹن سامان اور چار پانچ سو انسانوں کو لیکر اڑے گا یا ایک ایسا آلہ بنائیں گے جس کی مدد سے دنیا کے ایک کونے میں بیٹھ کر دوسرے کونے سے بات کی جاسکے گی یا وہ ٹی وی نام کی ایک چیز بنائیں گے جس میں دنیا کے کونے کونے کے فوٹو زآئیں گے اور دنیا میں ہونے والے واقعات اُسی منٹ اُسی دم دیکھنے کو ملیں گے تو لوگ ان سائنسدانوں کو پاگل اور مجنون کہتے اور ان کو بیوقوف سمجھتے اور کہتے کہ یہ بہکی بہکی باتیں کررہے ہیں، ایک اچھی عقل والا اس طرح کی باتیں نہیں کرتا، مگر آج کے ہوائی جہاز اور ٹیلیفون اور ٹی وی نے انسانوں کے اندازوں کو غلط ثابت کردیا ہے، اسی طرح پیغمبر آج اگر مرنے کے بعد والی زندگی کی تفصیل بتلارہے ہیں تو کیا انہیں جھوٹا قرار دیا

جاسکتا ہے؟انسان آج کل خدا کے نظر آنے والے کاموں کو دیکھ کر یہ کہدے کہ خدا کل دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا، یہ اس کے بس کی بات نہیں تو یہ انسانوں کے ذہن اور عقل کی کمزوری ہوگی، انسان کی یہ آنکھیں موت کے اُس پار نہیں دیکھ سکتیں اور نہ اس کی عقل خدا کی مکمل قدرت کو سمجھ سکتی ہے۔

اگر انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ایسے انسانوں کو اپنی عقل کا استعمال کر کے یہ سمجھنا چاہئے کہ خدا نے انسان کو مٹّی جیسی بے جان چیز سے پیدا کیا اور ایک معمولی پانی کے قطرہ سے چھ فٹ کا شاندار عقل وشعور والا انسان بنادیتا ہے، ذرا سوچئے کہ کسی چیز کو شروع میں بنانا مشکل ہے مگر جب وہ بن جائے تو اس کے منتشر اور پراگندہ ذرّات کو پھر سے جمع کرنا بہت آسان ہے، جب خدا کو پہلے مشکل نہیں تھی تو بعد میں کیوں مجبوری ہوگی؟ انسان خود خدا کی دی ہوئی عقل سے کئی مشینیں بناتا ہے، موٹر کے تمام پارٹس کھول کر الگ الگ کر دیتا ہے پھر اُنہیں جوڑتا ہے۔

☆ ہم ہر روز پانی کو بخارات بنتا ہوا دیکھتے اور وہ ابر بن کر ہواؤں میں اڑتا رہتا ہے پھر بادلوں کی شکل میں برس کر پانی بن جاتا ہے، پانی بار بار برف بن کر پھر پانی بنتا ہے۔

☆ زمین ہر گرما میں سوکھ کر مردہ بن جاتی ہے پھر بارش کے پانی سے فوراً زندہ ہوکر جی اٹھتی ہے، اس پر پڑے ہزاروں مردہ بیج میں جان پیدا ہوکر سوکھی زمین لہلہاتی بن جاتی ہے۔

☆ انسان سورج اور چاند کو ہر روز غروب ہوتا ہوا دیکھتا ہے، پھر طلوع ہوتا ہوا دیکھتا ہے، رات اور دن بار بار آتے رہتے ہیں، انسان ہر روز نیند کے ذریعہ چھوٹی موت اختیار کرتا ہے، اللہ اُسے ہر روز نیند کے ذریعہ موت دے کر پھر بیدار کرتا ہے، درختوں اور پودوں کو بار بار کاٹنے اور پورے پتّے جھڑ جانے کے باوجود درخت اور پودے پھر اپنی اصلی شکلوں پر واپس آجاتے ہیں۔

اس لئے انسان صرف اپنی عقل پر بھروسہ کر کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار نہیں کرسکتا، اس لئے کہ وہ دنیا کی زندگی میں بہت ساری باتیں شہادت اور گواہی پر مانتے ہیں، زلزلے، آندھی، طوفان کو وہ صرف معمولی انسانوں کی اطلاع پر یقین کر لیتے ہیں اور احتیاطاً گھروں سے باہر نکل کر سڑکوں، میدانوں میں وقت گذارتے ہیں، ڈاکٹروں کے کہنے پر بیماریوں کا یقین کر لیتے ہیں، اس لئے ان کو پیغمبروں کی تعلیم پر بھروسہ کرنا ہوگا اور یہ

یقین رکھنا ہوگا کہ ان کا مالک ان کو دوبارہ زندہ کر کے حساب لے گا، پھر یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ مالک نے انسانوں کو دو چیزیں دی ہیں ایک جسم دوسری روح (آتما)، جسم کو تو وہ جلا رہا یا دفن کر رہا ہے یا پرندوں کو کھلا رہا ہے مگر اُسے سوچنا چاہئے کہ روح (آتما) کہاں جارہی ہے، انسان تو اصل روح (آتما) سے ہے، وہ تو باقی رہتی ہے اس کو انسان پکڑ نہیں سکتا اور نہ جلا سکتا ہے، روح کو جسم دے کر دوبارہ انسانی شکل ہی میں زندہ کیا جائے گا۔

☆ جو انسان مرنے کے بعد (آخرت میں) دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال بالکل اس بچے جیسی ہے جو ماں کے پیٹ میں ایک چھوٹی سی دنیا میں ہوتا ہے اگر کوئی اس بچہ کو یہ کہدے کہ اے بچے! بہت جلد تو ایسی دنیا میں جانے والا ہے جو تیری اس دنیا سے لاکھوں کروڑوں گنی بڑی ہوگی، جہاں بڑے بڑے انتہائی خطرناک سمندر، دریا، تالاب ہوں گے جہاں جنگلات اور بڑے بڑے پہاڑ ہوں گے، جہاں چاند سورج اور ہزاروں ستارے ہوں گے، جہاں طرح طرح کے جانور ہوں گے، جہاں ہزاروں میل پھیلی زمین ہوگی، جہاں تیز رفتار سواریاں ہوں گی، جہاں قتل وخون خرابہ، لوٹ مار، دھوکہ بازی، چوری وڈاکہ بھی ہوگا، شیطان تیرا بہت بڑا دشمن ہوگا جو تجھے جہنم میں لے جانے کی بھرپور کوشش کرے گا ،تو اُسے یقین نہیں آئے گا اور وہ ماں کے پیٹ میں ایسی دنیا کا انکار کردے گا۔

☆ یا پھر ہم اگر کسی تالاب پر جا کر وہاں کی کسی مچھلی سے یہ کہیں کہ اے مچھلی! تو اس گوشت کے ٹکڑے کو مت کھا جو پانی کی سطح پر لٹکا ہوا ہے، اگر تو وہ گوشت کا ٹکڑا کھائے گی تو وہ گوشت کا ٹکڑا تیرے حلق میں پھنس جائے گا اس لئے کہ اس میں ایک کانٹا ہے، اس کانٹے سے ایک دھاگا بندھا ہوا ہے جو تالاب کے ساحل پر ایک انسان کے ہاتھ میں ہے، وہ تجھے باہر نکالے گا اور زمین پر لے جائے گا اور پھر چھری نام کی ایک چیز ہوتی ہے اس سے تیری کھال نکالے گا اور زمین پر پٹخ پٹخ کر تجھے ماردے گا، پھر وہاں آگ ہوتی ہے، کڑھائی ہوتی ہے، اس میں تیل نام کی ایک چیز ڈال کر تیرے ٹکڑوں کو وہ تلے گا اور پھر تلے ہوئے ٹکڑوں کو انسانوں کے سامنے رکھے گا، زمین پر انسان بستے ہیں ان انسانوں کو دو دو ہاتھ اور ہر ہاتھ میں پانچ پانچ انگلیاں ہوتی ہیں اور منہ میں ۳۲-۳۲ دانت ہوتے ہیں، وہ تجھے کھا جائیں گے اور تیرے کانٹوں اور

ہڈیوں کو الگ پھینک دیں گے پھر زمین پر کتا، بلی نام کے جانور ہوتے ہیں وہ تیرے کانٹوں اور ہڈیوں کو کھا جائیں گے اور چبا جائیں گے، اس لئے تو اگر اس گوشت کے ٹکڑے کو کھائے گی تو تیرا وجود خطرے میں پڑ جائے گا، مچھلی پورے تالاب میں پھرتی ہے اور پھر کہتی ہے کہ مجھے اس گوشت کے ٹکڑے کو کھانے سے کیوں ڈراتے ہو، مجھے کھانے دو اور مزا لوٹنے دو، مجھے پورے تالاب میں نہ آگ نظر آئی' نہ چاقو نظر آیا' نہ کڑھائی نظر آئی، نہ انسان نظر آئے، نہ کتا نہ بلی ہی نظر آئے اس لئے مجھے کھانے دو، بالکل یہی حال غافل اور بے شعور انسانوں کا ہے، وہ مچھلی کی طرح آخرت اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی بات سنتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ ہمیں کیوں ڈراتے ہو جہنم سے؟ کیا واقعی ایسا جہنم ہے؟ کیا واقعی انسان دوبارہ پیدا کیا جا سکتا ہے؟ ہمیں تو یقین نہیں آرہا ہے، ہمیں تو آج اس دنیا میں مزہ لوٹنے اور عیش کرنے دو، اس لئے ہم اس دنیا میں رہ کر مرنے کے بعد والی دنیا (آخرت) کا اندازہ نہیں لگا سکتے، وہ دنیا ہمارے تصور اور عقل وفہم میں آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی اس لئے کہ عقل محدود ہے۔

ہماری سائنس بھی اس دنیا کے بارے میں نہیں بتلا سکتی، سائنس اور عقل تو صرف ان ہی چیزوں کا علم دیتی ہے جو نظر آتی ہیں یا جو جسم رکھتی ہیں یا محسوس ہوتی ہیں، مثلاً وہ روح کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی تو مرنے کے بعد والی زندگی کو کیا سمجھا سکتی ہے؟ اس لئے پیغمبر کی بات پر مکمل بھروسہ کرکے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے یعنی آخرت کو مانئے اور وہاں کی تیاری کیجئے۔

انسانوں کے اخلاق کی درستی کا پورا دارومدار اسی عقیدۂ آخرت پر ہے، جوابدہی کے احساس کے بغیر کوئی بھی کام ایمانداری سے نہیں کیا جا سکتا، جزا اور سزا کے تصور کی وجہ سے اعمال پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے، اسلام عقیدۂ آخرت کو بتلا کر انسان کی دنیا کو سدھارتا ہے، عقیدۂ آخرت کے بغیر اسلام کا تصور صحیح نہیں کیا جا سکتا، ایک عام آدمی اور ایک قوم کا رویہ اس وقت تک کبھی نہیں بدل سکتا جب تک کہ ان کو خدا کے پاس جواب دینے کا یقین نہ ہو، اس عقیدہ کے نہ ہونے یا کمزور ہوتے ہی انسان اخلاق رذیلہ کا شکار ہو جاتا ہے، آج دنیا میں جو قومیں جتنی زیادہ بداعمالیوں میں مبتلا نظر آتی ہیں ان میں چاہے مسلمان بھی کیوں نہ ہوں تو سمجھ

لیجئے کہ وہ عقیدۂ آخرت کا صحیح تصورنہیں رکھتے یا یقین نہیں رکھتے ، جب عقیدۂ آخرت کمزور ہوجاتا ہے تو انسانوں میں نڈر پن اور بے باکی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ بڑے بڑے خطرناک جرائم کرکے بھی نہیں گھبراتے اور بدترین گناہوں میں گرتے چلا جاتے ہیں،اس عقیدہ کا یقین جب تک دل میں نہیں اترے گا دوبارہ جی اٹھنے کا یقین پیدانہیں ہوگا،جس طرح آگ سے جلنے کا یقین، پانی میں ڈوبنے کا یقین، سانپ کے کاٹنے کا یقین ہوتا ہے، اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب دینے کا یقین ہو،اسی سے زندگی کا رنگ بدل سکتا ہے۔

انسانوں اور جانوروں میں سب سے بڑا بنیادی فرق یہ ہے کہ جانور خدا کے پاس جواب دینے کے احساس سے بالکل خالی ہوتا ہے، ہر کام جی کی خواہش کے مطابق کرتا ہے، اگر ایک انسان بھی اس عقیدہ سے خالی ہوتو اس کا بھی ہر کام خواہش اور جی کے مطابق ہوگا، اس میں اور جانوروں میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

انسانی زندگی کے دو حصے ہیں، ایک مرنے سے پہلے اور ایک مرنے کے بعد، مرنے سے پہلے مہلت تیاری اور اعمال صالحہ کا موقع ہے اور مرنے کے بعد ان کی جزالوٹنے کا موقع ہے، جس طرح درخت کی زندگی کے دو حصے ہوتے ہیں، پہلے حصے میں وہ پھول، پھل، پتے، ڈالیاں دیتا ہے، پھر سوکھ کر ختم ہوجاتا ہے، ختم ہونے کے بعد دوسرے حصے میں پتوں، لکڑیوں اور پھلوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور اس کے بیجوں سے سیکڑوں باغات آباد ہوتے ہیں، جو چیز بیکار اور ناکارہ نکلتی ہے اُسے جلا دیا جاتا ہے۔

بار بار جنم لینے کا عقیدہ

☆ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انسان مرنے کے بعد اچھا اور نیک ہوتو ترقی کرکے اونچے درجوں مثلاً انسان دیوی دیتا میں چلا جاتا ہے اور بدٗ گنہگار اور پاپی ہوتو نچلے طبقوں میں چلا جاتا ہے اور حیوانات ، جمادات، نباتات کے روپ میں کمتر صورت اختیار کرلیتا ہے اور ان کے جسموں میں آجاتا ہے، اس طرح وہ کئی جنم لیکر اپنی سزا بھگتتا رہتا ہے، یہ بات انسانی عقل سے بہت دور کی ہے، اس لئے کہ سائنس کی یہ تحقیق ہے کہ دنیا میں پہلے پانی ہی پانی تھا پھر

زمین بنی پھر اس پر نباتات پیدا ہوئے پھر جانور اور دوسری تمام چیزیں پھر آخر میں انسان بنا۔

اگر پانی نہ ہوتا تو نباتات پیدا نہ ہوتے' نباتات نہ ہوتے تو آکسیجن تیار نہ ہوتی اور آکسیجن نہ ہوتی تو کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکتا۔

☆ ذرا سوچئے جب انسان دنیا میں تھا ہی نہیں تو جانور اور نباتات کونسے گنہگار انسانوں کا روپ لیکر دنیا میں آئے، ذرا یہ بھی سوچئے کہ اگر جانور اور نباتات گنہگاروں کا وجود ہیں تو پھر ہم ہر روز میوہ، پھل پھلاری، ترکاریاں، دودھ، انڈے، گوشت کھا رہے ہیں تو کیا یہ سب گناہگار انسانوں کے پراڈکٹ ہیں، اگر ایسا ہے تو ہمیں چاول، گیہوں، ترکاریاں اور غذائیں، انڈے، گوشت نہیں کھانا چاہیے۔

☆ اس عقیدہ سے یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ سب سے پہلا جنم لینے والا انسان پہلے کیا تھا اور وہ کہاں سے آیا؟ نیکی کی بنیاد پر آیا یا سزا کی بنیاد پر؟

☆ اس عقیدہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایک انسان جو اس جنم میں انسان ہے پچھلے جنم میں جب وہ جانور تھا تو اس نے اچھے عمل کئے تھے، مثلاً نیک سانپ تھا اس لئے اونچے درجہ میں آکر انسان بن گیا، اب اگر وہ گناہ کرے گا تو پچھلے طبقے میں جا کر دوبارہ کتا یا بلی بن جائے گا اور ایک جانور جو اس وقت جانور ہے وہ اس لئے جانور ہو گیا کہ وہ پچھلے جنم میں جب وہ انسان تھا اس نے بُرے اعمال کئے تھے اب وہ اچھے اعمال کرے گا تو پھر انسان بن جائے گا، دوسرے معنی میں انسان حیوان اور نباتات، جھاڑ، پہاڑ ہونا یہ سب دراصل پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہیں، اگر اس نظریہ کو عقل کی کسوٹی پر سمجھا جائے تو اس کی ابتداء اور انجام سمجھ ہی میں نہیں آتا، یعنی انسان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے حیوان اور نباتات ہو اور حیوان اور نباتات ہونے کے لئے ضروری ہے پہلے انسان ہو۔

☆ اگر ہم دنیا میں چیونٹی، کیڑے مکوڑوں، چرند پرند، پانی کے جانور، چوپائے اور درخت اور پودوں کا حساب لگائیں گے تو وہ انسانوں سے ہزاروں گنا زیادہ معلوم ہوں گے جبکہ انسانوں کی آبادی پہلے نہ ان کے برابر تھی اور نہ اب ہے، پھر وہ اتنے زیادہ کیسے ہو گئے۔

☆ ذرا یہ بھی سوچئے کہ نیک اور بد اعمال کا لزوم تو ان اعمال پر ہوگا جو سوچ سمجھ کر بالارادہ

کئے جائیں' اس لحاظ سے انسانوں کے اعمال تو نیک و بد ہو سکتے ہیں مگر نباتات وحیوانات تو عقل وشعور سے خالی ہیں، نباتات تو کوئی عمل نہیں کرتے، حیوانات کے اعمال پر نیکی اور بدی کا لزوم کیسے لگایا جا سکتا ہے؟ نہ وہ نیکی کرتے ہیں نہ برائی، ہم کسی بکری کو نہ گناہگار کہہ سکتے ہیں اور نہ کسی شیر کو نیک کہہ سکتے ہیں اور نہ ان کے لئے جزا و سزا ہی ہے۔

☆ اگر یہ تصور کیا جائے کہ انسان اپنے گناہ کی وجہ سے حیوان کے جسم میں جنم لے رہا ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ حیوان بنتے ہی اس کی عقل وفہم ختم ہوگئی اور اگر وہ نباتات کا روپ لے رہا ہے تو اس کی حرکت ارادی بھی ختم ہوگئی، پھر وہ نیک اور بداعمال کیسے کرے گا؟

☆ ذرا سوچئے کہ دنیا میں سوائے پیغمبر کے کوئی انسان بھی ایسا نہیں ہوسکتا جو بالکل گناہ سے پاک ہو، آخر انسان کونسے جنم میں گناہ سے پوری طرح پاک ہوسکے گا؟ اگر انسان کو گناہ کے لئے دوسرا جنم لینا پڑے تو بار بار گناہ کرنے کی وجہ سے اس کی سزا کی میعاد بڑھتی ہی جائے گی۔

☆ اسی طرح یہ بھی غور کیجئے کہ کچھ انسان ماں کے پیٹ سے ہی اندھے' بہرے' گونگے پیدا ہوتے ہیں، بعض عقل کے معذور یا پیدا ہونے کے بعد پاگل ہو جاتے ہیں' بعض یتیم اور بیوہ ہو جاتے ہیں' ایسے انسانوں کو آخر کس پاپ کی سزا انسانی شکل میں مل رہی ہے؟ کیا انہوں نے ماں کے پیٹ میں کوئی پاپ کیا ہے؟ وہ انسانی روپ میں آ کر کیوں مصیبت میں مبتلا ہو گئے؟ حالانکہ وہ آرام میں ہونا چاہئے تھا؟

☆ اسی طرح یہ بھی سوچئے کہ جو انسان بار بار پیدا ہونے کے عقیدہ کو نہیں مانتا اور وہ عیسائی' مسلمان یا پارسی ہو یا کسی دوسرے مذہب کا ہو تو پھر وہ کیسے انسانی روپ میں پیدا ہوا؟ اس لئے کہ اس سے پیدا ہونے والی اولاد نسل در نسل اپنے باپ دادا کے مذہب کو ہی ماننے والی ہوتی ہے' اُن کی نسل تو اس عقیدہ کو نا ماننے کی وجہ سے نچلے طبقوں میں ہی رہنا چاہئے تھا۔

☆ اسی طرح یہ بھی سمجھئے کہ اگر کوئی انسان جب کوئی اچھا یا برا عمل کر کے مر جاتا ہے تو اس کا وہ اچھا یا برا عمل مرتے ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے عمل کے اثرات دنیا میں چلتے رہتے ہیں' اب اگر کسی انسان کو مرتے ہی دوسرا جنم دے کر سزا کے طور پر کتّا یا بلی بنا دیا جائے تو اس کو اس کی برائی کا پورا پورا بدلہ نہیں ملے گا اس لئے کہ اس کے بُرے عمل کے اثرات دنیا میں چلتے

رہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کھاتہ بند ہونے سے پہلے حساب کیا جارہا ہے، وہ انصاف صحیح نہیں ہوگا، اس نظریہ سے جزا اور سزا جو کچھ بھی ہے وہ اسی دنیا میں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کا عقیدہ

☆ اسی طرح بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں، خدا نے اپنے بیٹے کو ان انسانوں کے گناہ معاف کرنے کیلئے سولی پر چڑھادیا، اس عقیدہ سے ان کا ماننے والا کوئی بھی انسان گنہگار باقی ہی نہیں رہتا، اس طرح کے عقیدہ سے انسان کو نیک کام کرنے کی ضرورت اور فکر نہیں رہتی، وہ گناہ کر کے بھی اپنے آپ کو بخشا بخشایا ہوا تصور کرے گا، انسان کو نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ جواب دہی کا احساس ہو، تب ہی وہ اپنی زندگی میں سے برائی کو ختم کرسکتا ہے، جس معاشرہ اور جس انسان کے پاس مرنے کے بعد جوابدہی کا احساس ہی نہ ہو یا کمزور ہو وہ معاشرہ اور وہ انسان برائی اور نیکی کا تصور رکھے بغیر زندگی گذارتا ہے، اس کے نزدیک اچھے یا برے عمل کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا اور نہ وہ گناہ کو گناہ سمجھتا ہے۔

☆ پھر یہ بھی غور کیجئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اگر تمام انسانوں کی طرف سے گناہ معاف کرانے کے لئے سولی پر چڑھادئے گئے تو وہ تمام انسان جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں گے وہ تو نہ اُس وقت تک پیدا ہوئے تھے اور نہ گناہ کئے تھے، تو کیا ان انسانوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو اڈوانس اور پیشگی میں سولی پر چڑھادیا گیا؟ اگر ایسا ہے تو یہ ظلم ہوگا اور ان کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والے وہ تمام انسانوں کو اب اچھے اعمال کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی' وہ جتنے چاہے گناہ کرلیں' ان کے گناہوں کا کفارہ اڈوانس یعنی پیشگی حضرت عیسیٰؑ کا خون بنا ہوا ہے' تمام انسان پیدا ہوجانے کے بعد اخیر میں ان کو سولی دی جاتی تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ تمام انسانوں کے گناہ معاف کرنے کے لئے ان کو سولی پر چڑھادیا گیا' بعد میں پیدا ہونے والے انسان جو پیدا بھی نہیں ہوئے اور گناہ بھی نہیں کئے' ان کے گناہ کرنے سے پہلے سولی پر کیسے چڑھادیا گیا؟ یہ بات سمجھ ہی میں نہیں آتی۔

☆ اسی طرح بعض لوگ دنیا میں جنت کا ٹکٹ فروخت کرتے ہیں اور لوگوں سے لاکھوں روپۓ لیکر جنت کی زمین ایسے فروخت کرتے ہیں جیسے دنیا میں زمین فروخت کی جاتی ہے' اب جو شخص جنت ہی میں جگہ خرید لے اس کو خدا کے پاس پکڑ کا اور جواب دینے کا احساس ہی نہیں رہے گا۔

☆ اسی طرح بعض پادری لوگ' لوگوں کے گناہوں کی تفصیل سن کر گناہوں کی مقدار کے حساب سے پیسہ لے لیتے اور ان کے گناہ معاف ہونے کا اعلان کردیتے ہیں' پادریوں کے اس عمل کی وجہ سے لوگوں میں گناہ کے ارتکاب کی ہمت افزائی ہوتی ہے، جب دنیا میں پادری لوگ خدا کی طرف سے گناہ معاف کردینے کا اختیار اور Authority رکھتے ہیں تو سوچئے کہ انسان خدا کے سامنے جوابدہی اور پکڑ کا احساس ہی نہیں رکھے گا اور اس میں گناہ کرنے کی جرأت بڑھ جائے گی اور خدا کے حضور توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا احساس ہی ختم ہوجائے گا' یہی وجہ ہے کہ یورپین ممالک میں کثرت سے گناہ کئے جاتے ہیں۔

بزرگوں کی سفارش سے جنت میں جانے کا عقیدہ

اسی طرح یہودی جو آج دنیا میں بڑے بڑے گناہ کرکے اپنے آپ کو خدا کے چہیتے سمجھتے ہوئے زندگی گذار رہے ہیں وہ خیالی گھوڑے دوڑا کر جنت کا خواب دیکھتے ہیں' ان کے پاس عمل واطاعتِ خداوندی کی کوئی قدر ہی نہیں ہے، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ پیغمبروں کی اولاد میں سے ہیں اس لئے ان کا انجام بھی نبیوں کی اولاد میں سے ہوگا، ان کے بڑے اور بزرگ ان کو سفارش کرکے بچالیں گے، جہنم ان کے لئے نہیں، وہ اگر جہنم میں گئے بھی تو کچھ دیر کے لئے جائیں گے، حقیقت میں جنت کے حقدار وہی ہیں، انہی کی طرح مسلمانو ں میں بھی کچھ لوگ آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگی کی طرح سمجھتے ہیں، جس طرح دنیا کی زندگی میں ایک انسان دوسرے انسان کی مصیبت کو اپنے ذمہ لیتا ہے' اس کا سہارا بنتا ہے یا اقتدار اور تعلقات ہو تو سفارش بھی کرواتا ہے یا خاندانی اور نسلی تعلقات کی بنیاد پر چھڑا لیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح وہ مرنے کے بعد خدا کے دربار سے خاندان، نسل اور بزرگوں

'رشتے اور تعلق کی بنیاد پر جہنم سے بچالئے جائیں گے، ان کے بڑے ان کو خدا کی پکڑ سے بچالیں گے، ایسے انسانوں کو بھی نیک اعمال کرنے کی کوئی فکر نہیں ہوتی، وہ برے اعمال کر کے بھی اپنے آپ کو سب سے اونچا اچھا سمجھتے اور دوسروں کو نیچ، گنہگار اور جہنمی سمجھتے ہیں ،جس طرح دنیا کی زندگی میں کسی انسان کے منسٹر، وزیر اعظم یا کمشنر سے تعلقات ہوں یا رشتہ داری ہو تو وہ بہت نڈر اور بے باک دادا گیری اور بد کرداری کی زندگی گذارتا ہے، ایسے لوگ خیالوں کی جنت میں جیتے اور احساس برتری میں مبتلا رہتے ہیں۔

اسلام نے یہ تعلیم دی کہ خدا کی عدالت نہ دنیا کی عدالتوں کی طرح ہے کہ جہاں جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنایا جاسکتا ہے اور نہ وہاں رشوت دے کر یا دھوکہ دے کر چھٹکارا پایا جاسکتا ہے اور نہ وہاں خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کسی مجرم کی سفارش کرسکتا ہے، پیغمبر کی بیوی، بیٹا، بیٹی بھی ہوں تو ان کو اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا، نافرمانی اور بغاوت پر سزا بھگتنا پڑے گا، آخرت میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم کس کی اولاد ہو، تم اعلیٰ خاندان کے ہو یا ادنیٰ خاندان کے، تمہارے باپ دادا کون تھے؟ بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم کو جو اختیار اور آزادی دی گئی تھی تو کونسا عمل کیئے؟ نیکی کیئے یا گناہ کیئے؟ اپنی زندگی دنیا میں کس طرح گذاری؟

پھر آخرت کی سزائیں دنیا کی طرح نہیں، یہاں پر مجرم کو عدالت جرمانہ لگا کر چھوڑ دیتی ہے یا کسی کو وکیل جھوٹی وکالت کے ذریعہ بچالیتا ہے یا کوئی غلط گواہوں کے ذریعہ جھوٹی کاروائی کر کے بچ جاتا ہے اور جج اور عدالت کو دھوکہ دے کر بچ جاتا ہے یا بڑے بڑے وزیروں سے اثر ورسوخ استعمال کر کے چھوٹ جاتا ہے، وہاں کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی اور نہ خاندان، مال ودولت کی وجہ سے چھٹکارہ ملے گا، خدا کے پاس گناہ کا کوئی بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا، چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے بدلہ زمین بھر سونا بھی دوگے تو کام نہیں آئے گا، معافی صرف ایک ہی صورت میں ہوسکتی ہے وہ یہ کہ مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلے اور حق وسچائی کو مان کر اُسی کے مطابق زندگی گذارے۔

اسلام کا عقیدۂ آخرت عین انسانی فطرت کے مطابق ہے

اب اسلام کے عقیدۂ آخرت یعنی مرنے کے بعد والی زندگی کی تفصیل پر غور کیجئے،

اسلام کہتا ہے کہ انسان دنیا میں اچھا یا بُرا عمل کرتا ہے پھر دنیا سے انتقال کر جاتا ہے، مرنے کے بعد اس کو عمل کرنے کا موقع تو ختم ہو جاتا ہے مگر اس نے جو عمل کیا اس عمل کے اثرات دوسرے لوگوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، مثلاً اس نے قتل کیا یا زنا کیا یا شراب پی اور دوسرے لوگوں نے ان اعمال کی نقل کی' اس طرح وہ دنیا میں برائی پھیلا کر چلا گیا، جس طرح ایک درخت سے ہزاروں بیج نکلتے ہیں اسی طرح ایک انسان سے کئی انسان تربیت پاتے ہیں، اب اگر اس انسان کے مرتے ہی اس کو سزا دی جائے تو یہ نامکمل بدلہ ہوگا اس لئے کہ اس انسان نے جو برائی پھیلائی اس برائی سے انسان نسل در نسل قتل' زنا سیکھتا رہا تو ان تمام لوگوں کی برائی میں یہ انسان بھی برابر کا شریک ہے اس لئے انصاف کی بات یہ ہے کہ جس دن تمام انسان ختم ہو جائیں گے تو اس شخص کے برے اعمال کے اثرات بھی ختم ہو جائیں گے، اُس وقت اس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، یہی صحیح انصاف اور بدلہ ہوگا، اسی کو عقل بھی مانتی ہے، اسلام نے اس کو یوم آخرت' یومِ جزاء' یا قیامت کہا ہے، اسلام کی یہ سیدھی سادی اور عقل میں آنے والی فطری تعلیم ہے، اسی عقیدۂ آخرت سے انسانوں میں خدا کا خوف، خدا کا ڈر اور خدا کے پاس جواب دینے کا احساس اور پکڑ کا احساس باقی رہتا ہے اور انسان جوابدہی' سزا اور ڈر و خوف، پکڑ سے بچنے کے لئے برائی سے دور رہ سکتا ہے۔

اسلام نے انسانوں کی دنیوی زندگی کو کنٹرول کرنے اور قابو میں رکھنے کیلئے آخرت یعنی دوبارہ پیدا ہو کر حساب دینے کا تصور دیا ہے تاکہ انسان اپنی دنیا کی زندگی کو اچھے اعمال و اخلاق سے آراستہ کرتا رہے' بُرے اور اخلاق رذیلہ سے دور رہے اور اپنی دنیا کو بھی جنت بنا سکے، ایک انسان جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے کا عقیدہ رکھتا ہے اور اللہ تعالٰی کے پاس پکڑ کا احساس رکھتا ہے اس کی زندگی ایک طرح کی ہوگی اور جو جوابدہی اور پکڑ کا احساس ہی نہیں رکھتا اس کی زندگی دوسری طرح کی ہوگی اور یہ دونوں انسان برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح دن اور رات برابر نہیں، جس طرح خوشبو اور بدبو برابر نہیں، جس طرح زندہ اور مردہ برابر نہیں، اُسی طرح یہ یقین رکھنے والا اور یقین نہ رکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے، ایک کی مثال زندہ کی ہے اور دوسرے کی مثال مردہ کی سی ہے۔

دنیا کی اس زندگی میں مہلت عمل دونوں کیلئے ہے، اچھے کیلئے بھی اور برے کیلئے بھی،

اچھوں کیلئے جنت (آخرت) میں بڑے بڑے درجات حاصل کرنے اور اونچے مقام پانے کا موقع ہے، بُرے کیلئے سنبھلنے اور توبہ کرکے اللہ کی طرف رخ کرنے کی مہلت ہے۔

جزا اور سزا دنیا ہی میں کیوں نہیں دی جا رہی ہے؟

اگر کوئی یوں کہے کہ انسان کو بدلہ پانے کیلئے دوسری جگہ کی کیا ضرورت ہے، دنیا ہی میں تکلیف و مصیبت اور راحت و آرام میں رکھا جائے، اپنے کرموں کا بدلہ وہ یہیں پالے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا ایسا مقام ہے جہاں پر جزا اور سزا نہیں دی جاسکتی، اس لئے کہ اللہ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا ہے اور انسانوں کو خاص وقت تک مہلت آزادی دے رکھی ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جہنم والے راستہ میں مزے ہی مزے رکھے اور جنت والے راستہ میں تکالیف ہی تکالیف رکھی ہیں، جو بہت کٹھن راستہ ہے، بیوقوف لوگ گناہوں میں مزہ، عزت، دنیا کا آرام، چمک دمک ملنے کی وجہ سے اُسی پر دوڑتے ہیں، اگر موت کے بعد دوسری زندگی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی کو نہ چھوڑتا، چونکہ اس نے مہلت دے رکھی ہے اس لئے دنیا میں جزا اور سزا نہیں دیتا، وہ انسان کو سنبھلنے اور سدھرنے کا موقع عطا فرمایا ہے، جو خود ڈوبنا چاہتا ہے اُسے خوب پانی پلا کر ڈبوتا ہے۔

دنیا میں جزا و سزا اس لئے بھی نہیں دی جاسکتی کہ یہاں پر جو بھی جزا اور سزا دی جائے وہ نامکمل ہوگی، انصاف مکمل اور صحیح نہیں ہوسکتا، اسلئے کہ انسانوں کے اچھے اور بُرے اعمال کی مقدار اور ان کے اثرات اس کے مرنے کے بعد بھی مسلسل جاری رہتے ہیں اور ایک انسان سے ہزاروں نیکی اور برائی کرنے والے انسان نسل در نسل تیار ہوتے رہتے ہیں، اس لئے مکمل اور صحیح بدلہ تو اُسی وقت ہوسکتا ہے جب اعمال کے اثرات پوری طرح ختم ہوجائیں، یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب پورے انسان ختم ہوجائیں، پھر جس انسان نے برائی کی ہے، انصاف کا تقاضہ ہے کہ برائی کے بقدر اس کو سزا ملے، مثلاً ایک شخص نے دس قتل کیا ہو یا دس عورتوں کی عصمت لوٹی ہو تو دنیا کی عدالت زیادہ سے زیادہ اس قاتل کو دس انسان کے قتل میں ایک مرتبہ ہی قتل کرے گی، اس سے دس انسانوں کے قتل کا بدلہ کہاں لیا جاسکتا ہے، پھر دس انسانوں کے قتل کی وجہ سے ان کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوگئے، ان کی معاشی

پریشانیوں اور پڑھائی لکھائی کی بربادی کی وجہ سے اگر وہ اخلاق رذیلہ کا شکار ہوکر، تعلیم سے دور ہوکر چوری یا ڈاکہ ڈالیں گے تو کیا دنیا کی عدالت ان تمام چیزوں کا بدلہ دلاسکتی ہے یا جن عورتوں کی عصمت لوٹی گئی ان کی عصمت کا صحیح بدلہ دلاسکتی ہے؟ پھر جو انسان دنیا میں نیکی کے راستہ پر تھا حلال کمایا یا حرام سے دور رہا، تکالیف و پریشانیوں میں زندگی گذاری تو کیا دنیا کی کوئی حکومت اور عدالت اس کو اس کی اس اچھائی پر بدلہ یا انعام دیتی ہے؟ تمام جرائم کا بدلہ اور سزا اور تمام نیکیوں کا انعام اور جزا تو صرف انسانوں کا خالق و مالک ہی دے سکتا ہے، اسلئے اس نے دنیا کے ختم ہونے کے بعد ایک زندگی رکھی ہے، اُسی زندگی میں انسان کی اس دنیا کی زندگی کا بدلہ دیا جائے گا' عقیدۂ آخرت کیا ہے؟ دراصل انسان کے سلسلۂ اعمال کو روک کر اس کے کئے گئے اعمال اور ان کے اثرات کا اظہار ہے۔

اس کو دوسری طرح یوں سمجھئے کہ انسانوں کو اپنے اعمال کا بدلہ پانے کیلئے ان کی دنیوی زندگی کافی نہیں ہے' اس لئے دنیوی زندگی کو طویل کرنا پڑتا تھا اور اگر زندگی کو طویل کردیا جائے تو نیکی اور گناہ کی مقدار اور اثرات بڑھتے ہی رہتے تھے' اس لئے کہ طویل زندگی میں سزا اور جزاء کے ساتھ ساتھ اچھے اور برے اعمال کرنے کا بھی موقع باقی رکھنا پڑتا تھا اور انسان اعمال بھی کرتا رہتا تھا جس کی وجہ سے زندگی کو طویل سے طویل ہی کرنا پڑتا تھا اور انسانوں کے اعمال کرنے کا سلسلہ اور جزاء و سزا کبھی ختم نہ ہوتی' اس لئے اللہ نے دنیا کو عمل کرنے کی جگہ اور آخرت کو سزا اور جزاء پانے کی جگہ بنایا ہے، جس کو انسانی عقل اور فطرت بھی مانتے ہیں کہ ایک ایسا عالم ہو جہاں انسانوں کے اعمال کا سلسلہ روک کر صرف سزا یا جزاء دی جائے۔ اس کی مزید تفصیل سمجھنے کیلئے ہماری کتاب **''عقیدۂ آخرت کیوں ضروری ہے؟''** دیکھئے۔

آخرت کو یاد کرنے اور اس کو تازہ رکھنے کا طریقہ

انسان کے سامنے ہر روز کوئی نہ کوئی اس کا دوست، رشتہ دار یا ساتھی انتقال کرجاتا ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کے جنازہ میں شریک ہو اور اس کی آخری رسومات میں مدد کرکے اس کو اس کی جگہ پر پہنچادے، اس کے ساتھ ساتھ اس کی موت سے یہ نصیحت حاصل کرے کہ جس طرح آج ہمارا یہ بھائی ہم سے پہلے گذر گیا ہے اسی طرح ایک دن ہمیں بھی

اس دنیا کو چھوڑنا ہے، ہمارا یہ بھائی سب کچھ چھوڑ کر اپنے اہل وعیال سے علٰحدہ ہوگیا، اس کے مرتے ہی اس کے بھائی بہن، اولاد اس کی جائیداد پر قابض ہوگئی اور مالک بن گئی، پھر اس کے دوست احباب اس کا قبر تک ساتھ دیئے اور گڑھے میں ڈال کر چلے گئے، سب چیزوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، اس کے ساتھ صرف اس کا ایمان اور عمل گیا، اس لئے ہمیں بھی جو حقیقی دوست اور ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے یعنی ایمان اور عمل سے زیادہ سے زیادہ قریب رہنا چاہیے، نادان ہیں وہ لوگ جو دنیا کی چیزوں کیلئے اپنی عمر ضائع کر دیتے ہیں، اگر کوئی مر کر واپس آکر دیکھ سکتا ہے تو دیکھ لے، جس رات وہ مرا تھا اس کے اہل خاندان بیوی اور بچے اس کے ساتھ اکیلے سونے کے لئے تیار نہیں تھے، انہیں اکیلے ساتھ رہنے میں ڈر لگ رہا تھا، پھر بیوی جو محبت کا دم بھرتی تھی تمہارے مرنے کے بعد دوسرے سے شادی کر کے اس کے ساتھ وفاداری کا دم بھر رہی ہے، جو کپڑے وہ استعمال کرتا تھا اس کی اولاد انہیں استعمال نہیں کرتی، ان کو وہ خیرات کر دیتی ہے، وہ صابن جس سے اس کو آخری غسل دیا گیا اس کو اپنے جسم پر لگانے کے لئے تیار نہیں، دنیا اور دنیا والوں کی محبت تو ایسی ہے، اسلئے جو ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے اُسی کو اپنا ساتھی بنایئے، مرنے کے بعد والی زندگی میں جو کام آئے گا وہ ہے ایمان اور عمل۔

میرے بھائیو اور بہنو! اس مضمون کو ٹھنڈے دل سے پڑھیئے اور اس پر غور کیجئے، آپ ہمارے بھائی بہن ہیں، بھلا ایک بھائی اپنے بھائی بہنوں کو دوزخ کی آگ میں جلتا ہوا کیسے دیکھ سکتا ہے؟ ہماری خواہش اور تمنا ہے کہ آپ بھی ایمان قبول کر کے اپنے مالک کو ایک اور اکیلا مان کر اس کے وفادار بن جایئے اور اسی کی فرمانبرداری (آگیہ پالن) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرتے ہوئے مالک کی مرضی کے مطابق دنیا میں زندگی گذاریئے اور نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں رہیئے اور اپنے آپ کو ذلت، مایوسی، تکلیف اور سزاؤں سے بچایئے، شیطان کے دھوکہ میں مت آجایئے' خود بھی دوزخ سے بچیئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی دوزخ سے بچایئے، یہ زندگی بار بار ملنے والی نہیں اس لئے اپنے مالک کے پیارے اور پسندیدہ انسان بنئے، شیطان کے ساتھی اور دوست مت بنجایئے، وہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے' ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ مرنے کے بعد عزت دار' سکون وراحت والی چین کی زندگی میں ہوں۔

☆☆ اللہ جل جلالہ ☆☆